موضوع

آمین بالجہر

غیر مقلد مناظر

پیر بدیع الدین راشدی

مناظر اہلسنت والجماعت

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی

النعمان سوشل میڈیا سروسز

دفاع احناف لائبریری


بسم اللہ الرحمن الرحیم

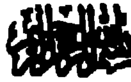
بسم اللہ الرحمن الرحیم

غیر مقلد مناظر

پیر بدیع الدین راشدی

مناظر اہل سنت والجماعت

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ



مسئلہ آمین بالجہر

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ

الحمد للہ و کفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ عبادہ الذین

اصطفیٰ۔ اما بعد۔ فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ

الرحمٰن الرحیم۔

اما بعد، میرے دوستو اور بزرگو اللہ کا شکر ہے کہ ہماری بحث کی تیسری نشست شروع ہو رہی ہے۔اس میں زیر بحث مسئلہ آمین کا ہے۔ اس بارہ میں میں کچھ وضاحت کر دیتا ہوں اس میں ہمارا اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ آمین دعا ہے۔ اور ہر دعا آہستہ ہوتی ہے۔ خواہ کوئی اکیلے نماز پڑھے، ہم آمین آہستہ کہتے ہیں۔ امام ہو، تب بھی آمین آہستہ کہتے ہیں۔ مقتدی ہوں، تب بھی آمین آہستہ کہتے ہیں۔

لیکن ہمارے دوست جن کی آج ہمارے ساتھ بحث ہے، ان کی اس مسئلہ کے بارے میں رائے مختلف ہے۔ جب یہ اکیلے نماز پڑھتے ہیں تو آمین آہستہ پڑھتے ہیں۔ جب امام کے پیچھے مقتدی بنتے ہیں، تو سترہ رکعتوں میں سے چھ رکعتوں میں وہ آمین اونچی آواز سے کہتے ہیں۔ دو فجر کی، دو مغرب کی، دو عشاء کی، اور گیارہ رکعتوں میں وہ امام کے پیچھے بھی آمین آہستہ آواز

سے کہتے ہیں۔

ان چھ رکعتوں میں بھی ان کا اختلاف ہے۔ یہ واضح اس لئے کررہاہوں تاکہ ہرمسئلہ پر ایک ایک حدیث آتی جائے۔ جب ہی یہ مسئلہ واضح ہوگا۔ اگر ان چھ رکعتوں میں مقتدی امام کی فاتحہ کے بعد میں آکرملا ہے، تو اپنی فاتحہ کے بعد اگرچہ امام نے اس رکعت میں اونچی آواز میں آمین کہی تھی، لیکن پھر بھی مقتدی آہستہ کہے گا۔

ان چھ رکعتوں میں اور امام کے متعلق بھی ان کا مسئلہ یہی ہے۔ امام سترہ رکعتوں کی جماعت کرواتا ہے۔ ان سترہ رکعتوں میں سے امام چھ رکعتوں میں اونچی آواز سے آمین کہے، اور باقی گیارہ رکعتوں میں امام بھی آہستہ آواز سے آمین کہے۔ تو ہم تو ایک قسم کی دلیل بیان کریں گے۔ کیونکہ ہمارا دعویٰ ایک ہی قسم کا ہے۔ کہ آمین ہرجگہ آہستہ ہے۔ ہمارے ہاں کوئی تقسیم نہیں ہے کہ اس جگہ آمین آہستہ ہے۔

جب حضرت اپنے دلائل شروع کریں گے تو ان کے نزدیک یہ اکیلے نمازی کے متعلق حدیث پیش کریں گے، کہ جب اکیلا آدمی نماز پڑھے تو وہ آمین آہستہ کہے۔ کیونکہ اس وقت یہ بھی آہستہ کہنا سمجھتے ہیں، اور یہ مسئلہ دلیل کے ساتھ ثابت کرنا چاہئے۔ اسی طرح مقتدی کے متعلق جب یہ مسئلہ ثابت کریں گے تو اس میں چھ اور گیارہ کی تشریح حدیث میں دکھائیں گے۔ کہ نبی ﷺ کی حدیث میں وضاحت ہے کہ مقتدی چھ رکعتوں میں آمین اونچی آواز سے کہے اور باقی گیارہ رکعتوں میں مقتدی آمین آہستہ آواز سے کہے۔

اور جب یہ امام کے متعلق مسئلہ ثابت کریں گے تو اس میں یہ بھی ثابت کریں گے کہ امام چھ رکعتوں میں آمین اونچی آواز سے کہے، اور گیارہ رکعتوں میں آہستہ آواز سے کہے۔

جب تک یہ تفصیل حدیث سے ثابت نہ ہوگی ہم نہیں مانیں گے کہ حضرت کا مسلک حدیث کے موافق ہے۔

اب میں اپنی بات شروع کرتا ہوں۔ یہ قرآن پاک ہے ہم مسئلہ پر پہلے قرآن ا

پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ سورۃ یونس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَقَالَ مُوسَىٰ رَبَّنَآ إِنَّكَ ءَاتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَأَهُۥ زِينَةً وَأَمْوَٰلًا فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّوا۟ عَن سَبِيلِكَ ۖ رَبَّنَا ٱطْمِسْ عَلَىٰٓ أَمْوَٰلِهِمْ وَٱشْدُدْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا۟ حَتَّىٰ يَرَوُا۟ ٱلْعَذَابَ ٱلْأَلِيمَ ﴿٨٨﴾ قَالَ قَدْ أُجِيبَت دَّعْوَتُكُمَا

یہاں دعا کا ذکر ہے دعا شروع ہوتی ہے قال موسیٰ آیا ہے۔ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا کرتے ہیں، لیکن دعا کے خاتمے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی وقت دعا کی قبولیت نازل ہوگئی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ان دونوں کی دعا قبول ہوگئی ہے۔ سوچنے کی بات ہے دعا کرنے والا ایک ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور قبولیت کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دونوں کی قبول ہوگئی ہے۔

اب اس بارہ میں درمنثور میں یہ روایت موجود ہے[1]۔ اس کے تحت احادیث نبوی اور تمام تفاسیر میں یہ لکھا ہے، اس پر مفسرین اہل سنت کا اتفاق ہے کہ جو دوسرے دعا کرنے والے تھے وہ حضرت ھارون علیہ السلام تھے۔ تو ہوا یہ کہ موسیٰ علیہ السلام نے دعا کے سارے لفظ پڑھے۔ اور حضرت ھارون علیہ السلام نے آمین کر دیا۔

رسول پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ آمین مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئی تھی۔ صرف حضرت ھارون علیہ السلام کو دی گئی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی ہے، حضرت ھارون نے آمین کہی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ دونوں کی دعا قبول ہوگئی ہے۔

موسیٰ کی دعا میں یہ لفظ ہے جو تین سطروں میں ہے۔ حضرت ھارون علیہ السلام کی دعا کیا تھی؟۔ آمین تھی۔

قرآن پاک کی اس آیت اور اس کی تفسیر جو حدیث اور مفسرین اہل سنت والجماعت نے

(۱)۔ درمنثور ص ۳۵ ج ۳۔

بیان کی ہے اس سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ آمین دعا ہے۔ صحیح بخاری میں یہ بھی عطا کا قول موجود ہے۔ قال عطا آمین دعاء عطاؒ کہتے ہیں کہ آمین دعا ہے[1] ایک بات ثابت ہوگئی۔

اب سنیں کہ دعا کے متعلق قرآن پاک نے ہمیں کیا قاعدہ کلیہ بتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿٥٥﴾

دعا کرو اللہ تعالیٰ سے عاجزی سے اور خفیہ، اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والے کو پسند نہیں فرماتے۔

رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں حضرت عائشہؓ کی روایت مجمع الزوائد میں موجود ہے۔ فرماتی ہیں کہ جو آدمی مسواک کر کے نماز پڑھتا ہے اس کو دوسرے آدمی سے ستر گنا زیادہ ثواب ملتا ہے[2]۔ اسی طرح جو آدمی آہستہ دعا کرتا ہے اس کو اونچی دعا کرنے والے سے ستر گنا زیادہ ثواب اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں۔

قرآن پاک کی دوسری آیت ہے۔

ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا ﴿٢﴾

إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا ﴿٣﴾

اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوئیں اللہ کے بندے زکریا علیہ السلام پر اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا آہستہ کی تھی۔

تو دونوں باتیں کتاب وسنت سے ثابت ہو گئیں ہیں آمین دعا ہے۔ اور دعا میں اصل یہی

(۱)۔ قال عطا آمین دعاء۔ (بخاری ص ۱۰۷ ج ۱)

(۲)۔ مجمع الزوائد ص ۸۱ ج ۱۰

ہے کہ اسے آہستہ کہا جائے۔ اور رسول اکرم ﷺ کا اپنا عمل مبارک بھی یہی رہا ہے۔

حضرت عمران ؓ اور سمرہ ؓ دو صحابی ہیں۔ ان کا مذاکرہ ہوا اس مسئلہ پر تو کہتے ہیں۔

انه حفظ عن النبی ﷺ سکتتین.

میں اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ سے دو سکتے محفوظ کیے ہیں [1] وہ کیا تھے۔

سکتة اذا کبر.

ایک جب اللہ اکبر کہتے تھے۔ اس کے بعد وہ چپ سے نظر آتے تھے۔ وہ کس لئے ہے؟۔ سبحانک اللھم پڑھنے کے لئے۔

و سکتة اذا فرغ من القرأت غیر المغضوب علیھم ولاالضالین. فحفظ سمرة.

اور دوسرا جب آپ ﷺ ﴿غیر المغضوب علیھم ولاالضالین﴾ کہتے تھے تو آپ ﷺ سکتہ فرماتے تھے۔ پہلے سکتہ خاموش ہے آہستہ پڑھتے تھے سبحانک اللھم تو پہلا سکتہ ثنا کے لئے ہے۔ یہ دوسرا سکتہ ولاالضالین کے بعد آمین کے لئے ہے۔

---

(۱). حدثنا مسدد نا یزید نا سعید نا قتادة عن الحسن ان سمرة بن جندب وعمران بن حصین تذاکرا فحدث ان سمرة بن جندب انه حفظ عن رسول اللہ ﷺ سکتتین سکتة اذا کبر وسکتة اذا فرغ من القرأت غیر المغضوب علیھم ولاالضالین. فحفظ ذالک سمرة وانکر علیه عمران بن حصین فکتب ذالک الی ابی بن کعب فکان فی کتابه الیه ما او فی رده علیھما ان سمرة قد حفظ (ابوداؤد ص ۱۱۳ امیر محمد کتب خانه کراچی ص۔۹ مطبعه مکتبه امدادیه ص ۱۲۰)

اس لئے شارح مشکوۃ لکھتے ہیں۔

والاظهر ان السكتة الاولى للثناء والثانية للتامين.

کہ پہلا سکتہ جو ہے جہاں آپ ﷺ نے اونچی آواز نہیں سنی وہ حضور ﷺ نے سبحانک اللہ پڑھا تھا۔ اور دوسرا سکتہ یعنی جب آواز نہیں سنی تو حضور ﷺ نے آمین آہستہ آواز سے کہی تھی۔

ہمارے دوست بھی ثنا تو آہستہ پڑھتے ہیں لیکن گویا اس حدیث کے نصف حصے پر تو یہ بھی عمل کر رہے ہیں اب میں یہی درخواست کروں گا کہ باقی نصف حصہ جو ہے جس سے یہ ثابت ہوتا کہ آمین بھی آہستہ ہونی چاہئے۔ اگر پوری حدیث پر عمل کر لیں تو صحیح ہے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ یہ روایت ابوداؤد میں ہے۔ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بھی اس بات کی تصدیق کی ہے تین صحابہ رضی اللہ عنہم اس کو روایت کر رہے ہیں۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ۔

اور چوتھی روایت سنئے (۱)۔

عن وائل بن حجر قال صلى بنا رسول ﷺ

حضرت وائل رضی اللہ عنہ یہ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی۔

فلما قرأ غير المغضوب عليهم ولا الضالين.

(۱). عن علقمة بن وائل عن ابيه انه صلى مع رسول الله ﷺ فلما بلغ غير المغضوب عليهم ولا الضالين قال آمين واخفى به صوته. رواه احمد وابوداؤد طيالسي وابويعلى والدار قطني والحاكم. وقال صحيح الاسناد ولم يخرجاه. (زيلعي ص ۱۹۴ ج ۱)

جب آپ نے یہ پڑھا اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت وائل ﷜ نے سن لیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ اونچی پڑھ رہے تھے۔ لیکن اس کے بعد کیا ہوا؟۔ فرمایا آپ ﷺ نے امین کہی واخفا بھا صوتہ آپ ﷺ نے آمین کہی۔ لیکن آمین میں نے نہیں سنی۔ آپ اپنی آواز کو چھپا کر نیچے لے گئے۔

اس روایت کو امام احمد، ترمذی، ابوداؤد طیالسی، دار قطنی، حاتم نے روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند بھی صحیح ہے۔

پانچویں روایت یہ ہے۔

عن ابی وائل قال کان عمرو علی لا یجھران بسم اللہ ولا بتعوذ ولا بالتامین.

(رواہ الطحاوی وابن جریج واسنادہ صحیح)

حضرت علی ﷜ نے تیس سال تک حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ حضرت عمر ﷜ جنہوں نے تیس سال تک حضور ﷺ کے ساتھ نمازیں پڑھیں ہیں۔ وہ نماز میں بسم اللہ اور آمین اونچا نہیں کہتے تھے (۱)۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. اما بعد. فاعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم. بسم الله الرحمٰن الرحیم.

(۱). عن ابی وائل قال لم یکن عمر وعلی یجھران بسم الله الرحمٰن الرحیم ولا بآمین. (طحاوی ص ۱۵۰، رواہ ابن جریر الطبری فی تھذیب الآثار الجواھر النقی ص ۱۳۰ ج ۱)

مولانا نے فرمایا کہ آمین دعا ہے اس پر قرآن کی آیتیں پیش کیں اور عطاً کا قول نقل ہے کہ آمین دعا ہے۔ ہم مولوی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ ٹھیک ہے کہ ہمیں یہ بتائیں کہ آمین مستقل دعا ہے، یا بالتبع دعا ہے۔ اگر یہی بات ہے کہ آمین مستقل دعا ہے۔ جب یہ دونوں مسئلہ ثابت ہوں تو تب یہ دعا بنے گی۔

پہلا مسئلہ یہ کہ آمین اگر دعا ہے تو فاتحہ کے پیچھے ہے، بالتبع اور فاتحہ بھی دعا ہے، آمین بھی دعا ہے۔ اگر فاتحہ بالجہر ہوگی تو آمین بھی بالجہر ہوگی۔ اگر فاتحہ آہستہ ہوگی تو آمین بھی آہستہ ہوگی۔

مولانا نے فرمایا کہ تفصیل بتاؤ کہ فلاں میں جہراً ہوگی، فلاں میں آہستہ۔ تفصیل آپ سے جو بیان کی آپ نے خود پیش کردی۔ پہلے مناظرہ میں کہا۔

اذا قال الامام غير المغضوب عليهم ولا الضالين

فقولوا آمين.

امام جب غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کہے تو تم آمین کہو۔ تو ثابت ہوا کہ فاتحہ اگر جہراً ہوگی، تو آمین بھی جہراً ہوگی۔ جب فاتحہ آہستہ ہوگی، تو آمین بھی آہستہ ہوگی۔

رہی یہ بات کہ یہ دعا ہے اور دعا کو آہستہ پڑھنا چاہئے۔ دعا کو آہستہ پڑھنا یہ بھی قاعدہ کلیہ نہیں۔ کئی دعائیں جہراً ثابت ہیں، کئی دعائیں حضور ﷺ سے جہراً سنی گئی ہیں۔ حتی کہ نماز میں دعا جہراً ہے کیا فاتحہ دعا نہیں ہے؟۔ اس کو حدیث میں دعا نہیں کہا گیا ہے؟۔ یہ دعا ہے۔ اس میں دعا کے الفاظ بھی ہیں۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ پھر یہ دعا ہے یا نہیں ہے؟۔

پھر آپ اس کو جہراً کیوں پڑھتے ہیں؟۔ جب آپ نے جہراً پڑھا تو آپ کا کلیہ ٹوٹ گیا۔ جب کلیہ ہی نہ رہا تو مقدمہ ختم ہوگیا۔ جب مقدمہ ختم ہوتا ہے، تو دلیل تام نہیں ہوتی۔ اور تقریب تام نہیں ہے۔

دوسری بات کہ عطاؒ کا قول آپ نے پیش کیا۔ عطاؒ کا قول کوئی معصوم نہیں۔ حالانکہ عطاؒ
وہ یہاں بیہقیؒ میں موجود ہے۔ روایت نقل کرتا ہے کہ میں نے مسجد حرام میں نماز ادا کی دوسو
صحابی رضی اللہ عنہم کی نماز سنی۔

اذا قال و لا الضالین ورفعوا اصواتھم بآمین.

تو دوسو صحابہ نے بلند آواز سے آمین کہی۔ یہ عطاؒ خود نقل کرتا ہے۔ جس کا آپ سہارا لیتے
ہیں، وہ بھی کہتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا قول آپ نے پیش کیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل بھی آپ کے سامنے
آ گیا۔

اب رہا یہ کہ آپ کہتے ہیں کہ زکریا علیہ السلام نے اللہ سے دعا خفی کی۔ ٹھیک ہے اللہ کو آپ
آہستہ بلائیں۔ آپ کو کوئی منع نہیں ہے۔ لیکن آپ اس کو قاعدہ کلیہ نہیں بنا سکتے۔ جو اونچی دعا کرے
اس کی دعا نہیں ہے؟۔ کیا آپ کا کوئی عالم کہے گا۔

ایک صحابی کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ پڑھایا یہ مسلم کی روایت ہے۔ نورالانوار میں موجود
ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا پڑھی صحابی کہتا ہے کہ میں نے وہ دعا سنی۔

حتیٰ تمنیت ان اکون ذالک المیت.

کہ کاش یہ میت میں ہوتا۔

اگر آپ نے اونچی آواز سے پڑھی نہیں تھیں تو صحابی نے کیسے سن لی۔ میرے دوستو یہ
بات صحیح ہے کہ دعا سراً بھی ہوتی ہے اور جہراً بھی۔ اور یہ قاعدہ کلیہ بنا لینا کہ ہر دعا سراً ہی ہوتی ہے
جہراً جائز نہیں ہے۔ خود تم بڑی لمبی لمبی دعائیں مانگتے ہو تو آپ کا کلیہ نہیں رہا۔ لہذا یہ آپ کی دلیل
تو ختم ہو گئی ہے۔ باقی آپ نے پیش کی عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اور سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی روایت۔

سکتہ میں آمین کہنے یا نہ کہنے کا کیا ثبوت ہے؟۔ جب سکتہ ہوا پہلے سکتے کا تو بیان ہے۔
لیکن اس سکتے کا بیان کہاں ہے؟۔ اپنی طرف سے کہہ دیا ہے کہ یہ آمین ہے۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان جائیں۔ آپ

ﷺ سکوت میں کیا پڑھتے ہیں؟۔ آپ درمیان میں خاموش رہتے ہیں تو کیا پڑھتے ہیں؟۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھتا ہوں۔ یہاں آمین بنادیا مولانا نے۔ یہ مولانا نے اپنی طرف سے بنادیا ہے۔

آپ یہ ثابت کریں کہ یہ سکتہ آمین کے لئے تھا۔ اس کے لئے حدیث لائیں۔ پھر یہ آپ کی دلیل بنے گی۔ پھر کہتے ہیں وائل ؓ کی روایت تو اس میں بھی وائل پڑا ہے اور کہتے ہیں حضور ﷺ نے ولا الضالین کہا۔ تو پھر کہتے ہیں کہ اس کا معنی ہے کہ یہ آپ نے سنا۔ یہ تو نہیں کہا اس میں جہر کی۔

تو آگے کہتے ہیں آمین، آمین کہی تو میں نے کہا اس کا معنی ہے آپ نے سنی۔ رہا اخفی بھا صوته اس کا آپ نے ترجمہ کیا کہ میں نے نہیں سنی۔

اس کا یہ ترجمہ نہیں ہے اس نے صوت کا اخفاء کیا ہے۔ پہلے صوت کو تسلیم کرو صوت وہ ہے جو باہر نکلے۔ تو اس کا معنی بھی یہ ہے کہ آواز سے کہی۔ اس کے بعد بحث ہوگی روایت پر۔ یہ روایت جو ہے اس میں اخفی بھا صوته صحیح نہیں ہے۔ صحیح جو ہے رفع بھا صوته ہے مد بھا صوته ہے۔

یہ امام مسلمؒ کی کتاب میرے پاس ہے۔ ترمذی میں امام بخاریؒ کا قول میرے موافق ہے۔ اس کے بعد دارقطنی کا قول۔ اس کے بعد بیہقیؒ کا قول یہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ یہ روایت جو ہے یہ غلط ہے۔ اور صحیح روایت رفع بھا صوته ہے۔

اور شعبہ کی روایت بیہقیؒ میں موجود ہے کہ شعبہؒ نے رفع بھا صوته نقل کیا ہے۔ اور امام مسلمؒ تو یہاں تک کہتے ہیں، مسلم صفحہ ۱۰ پر لکھتے ہیں۔ امام مسلمؒ کہتے ہیں کہ یہ شعبہ کی خطا ہے۔ شعبہ نے صحیح روایت جو نقل کی ہے اس میں جہر کا لفظ ہے۔ یہ لفظ غلط ہے یہ روایتیں متواتر ہیں کہ آپ ﷺ نے اونچی آمین کہی ہے۔ یہ روایت بھی آپ کی ختم ہوگئی۔

اور پھر آپ نے ابووائل کی روایت پیش کی ہے۔ اس روایت کی مولانا اگلی تقریر میں سند

نش کریں گے۔ پھر ہم اس کا جواب دیں گے۔ چلو اس کے بعد تیسرا جواب اجمالی میں یہ دیتا ہوں کہ آپ کے ابن ہمام وغیرہ لکھتے ہیں کہ صحابہ ؓ کا فعل جب ثابت ہو جائے تو کسی کا قول نہیں لیا جائے گا۔

سنو ترمذی میرے ہاتھ میں ہے۔

عن وائل بن حجر قال سمعت النبی ﷺ.

سنا میں نے نبی کریم ﷺ کو۔ سنی کونسی بات جاتی ہے۔ جو جہر ہو۔

قرأ غیر المغضوب علیہم و لاالضالین وقال آمین

اور آمین فرمایا۔

ومد بہا صوتہ.

اور اپنی آواز کو لمبا کر دیا۔

یہی روایت ابوداؤد میں موجود ہے بعض میں لفظ ہے جہر بہا صوتہ بعض میں ہے رفع بہا صوتہ جب یہ صحیح روایت موجود ہے تو اس کے مقابلہ میں ہم کس چیز کو ترجیح دیں؟۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ

الحمد للہ و کفٰی والصلوٰۃ والسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی۔ اما بعد۔ . فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

میں نے کتاب اللہ سے دو باتیں آپ کے سامنے رکھ دی تھیں۔ ایک تو یہ کہ آمین دعا ہے۔ حضرت یہ پوچھتے ہیں کہ یہ آمین مستقل دعا ہے یا بالتبع دعا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جب قد اجیبت دعوتکما فرمادیا تو اللہ کے دعا کہہ دینے کے بعد اب اس میں ادھر ادھر کی باتیں نکالنا یہ بات صحیح نہیں ہے۔

کیا آپ کا اللہ پر ایمان ہے؟۔ (عوام نے کہا) ہے۔

دوسری بات یہ آپ نے فرمائی کہ بعض دعائیں حضور ﷺ نے اونچی آواز میں پڑھی ہیں۔ یہ بات علیحدہ ہے دیکھئے جس طرح رکوع کی دعائیں، سجدہ کی دعائیں، ثناء کی دعائیں، بلکہ قرأت ظہر اور عصر کی نماز میں حضور ﷺ نے اونچی آواز میں پڑھی ہے۔ [1] لیکن اب اونچی پڑھنا سنت نہیں ہے۔ نہ ہی کوئی پڑھتا ہے۔

میں نے جو قاعدہ جو بیان کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ دعا آہستہ ہو۔ ہاں اگر کسی عارضے کی وجہ سے مثلاً تعلیم کے لئے نماز سکھانے کے لئے کوئی ساری نماز اونچی پڑھ لے۔ تو حضور اقدس ﷺ بعض دعائیں اس لئے سنا دیا کرتے تھے، بعض اوقات ظہر کی نماز میں قرأت اس لئے اونچی آواز میں پڑھ لیا کرتے تھے کہ پچھلے لوگوں کو پتا چل جائے کہ فلاں سورۃ پڑھی ہے۔

(۱). حدثنا ابو بکر بن ابی شیبة قال حدثنا یزید بن هارون قال انا همام و ابان بن یزید عن یحیٰ بن ابی کثیر عن عبدالله بن ابی قتادة عن ابیه ان النبی ﷺ کان یقرأ فی الرکعتین الاولیین من الظهر والعصر بفاتحة الکتاب و سورة و یسمعنا الآیة احیانا و یقرأ فی الرکعتین الآخریین بفاتحة الکتاب.

حدثنا محمد مثنیٰ العنزی قال نا ابن ابی عدی عن الحجاج یعنی الصواف عن یحیٰ وهو ابن کثیر عن عبدالله بن بی قتادة قال کان رسول الله ﷺ یصلی بنا فیقرأ فی الظهر والعصر فی الرکعتین الاولیین بفاتحة الکتاب و سورتین و یسمعنا الآیة احیانا و کان یطول الرکعة الاولیٰ من الظهر و یقصر الثانیة و کذالک فی الصبح (مسلم ص ۱۸۵ باب القراة فی الظهر والعصر)

نبی ﷺ نماز میں قرأت پڑھ رہے ہیں یا آپ رکوع میں یہ چیز پڑھ رہے ہے۔ لیکن وہ ایک تعلیم کا
مانہ تھا اصل مسئلہ یہ نہیں تھا۔

یہی وجہ ہے کہ آج تک امت نہ رکوع میں دعائیں اونچی پڑھتی ہے نہ سجدہ میں دعائیں
اونچی پڑھتی ہے اور نہ اور دعائیں اونچی پڑھتی ہے۔

اس کے بعد آپ نے یہ فرمایا کہ فاتحہ جہر ہوگی۔ میں نے کتنی واضح بات کی تھی کہ آپ
نے نمازی جب اکیلے نماز پڑھتے ہیں تو آمین آہستہ آواز سے کہتے ہیں۔ حضرت کے ذمہ حدیث
تھی کہ اس پر حدیث پڑھتے۔ جس میں یہ لفظ ہوتا ہے کہ جب اکیلے پڑھو تو آمین آہستہ کہا کرو اور
مقتدی کیلئے۔

میں نے چھ اور گیارہ کا فرق پوچھا تھا اس کے متعلق حضرت نے حدیث بیان نہیں کی تھی
اور یہ قیاس بیان کیا ہے کہ یہ بالتبع ہے۔ اللہ کے نبی نے نہیں فرمایا کہ آمین لکھا ہوا ہے یا تو یہ
جملہ آپ حدیث سے بیان کردیں۔ جب آپ صحابہ کے اقوال کو حجت نہیں مان رہے تو آپ کی یہ
بات میں حجت کس طرح مان لوں کہ آمین جو ہے یہ بالتبع دعا ہے۔

یہ صحیح حدیث سے ثابت کریں۔ دوسری بات یہ کہ آمین بالتبع دعا ہے۔ یہ قیاس بھی غلط
ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ جیسی فاتحہ ویسے ہی آمین۔ ان کے مقتدی فاتحہ اونچی آواز سے پڑھتے ہیں یا
کہ آہستہ آواز سے پڑھتے ہیں؟۔ آہستہ پڑھتے ہیں۔ تو پھر وہ آمین کیوں اونچی آواز سے کہتے
ہیں؟۔ اس لئے جو قیاس آپ نے کیا پہلے تو اس قیاس کی بنیاد اس پر ہے کہ آمین مستقل دعا نہیں
یہ بالتبع دعا ہے۔ یہ نہ قرآن کی آیت میں ہے نہ نبی ﷺ کی حدیث میں یہ بات ہے؟۔ اس لئے
آپ کی یہ بات میرے لئے کوئی حجت نہیں ہے۔ آپ کا یہ قیاس بھی غلط ہے۔ آپ کے سارے
مقتدی آپ کے پیچھے آہستہ آواز سے فاتحہ پڑھ رہے ہیں۔ لیکن وہ آمین اونچی آواز سے کہہ
رہے ہیں۔

حدیث میں چھ گیارہ کا فرق نہیں ملا۔ حضرت نے قیاس کیا ہے اور وہ قیاس بھی آپ کا

غلط ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ اصل روایت رفع بھا صوتہ ہے یامد بھا صوتہ ہے۔مدبھا صوتہ ایسی نہیں کہ ان کی دلیل بن سکے۔کیونکہ مد کا معنی ہے لفظ کو کھینچ کر پڑھنا جیسے امین نہ پڑھو آمین پڑھو۔تو جب آپ آہستہ قرآن پڑھتے ہیں تو مدیں پڑھ لیتے ہیں یا نہیں پڑھتے؟۔اس لئے مد کا لفظ مد کے لفظ سے تو کچھ بھی نہیں نکلتا۔جو ترمذی وغیرہ میں ہے۔

رہا جو ابوداؤد کے حوالہ سے حضرت نے بیان کیا ہے اس کے متعلق میں حضرت کو یہ بتادینا چاہتا ہوں کہ اس میں ایک محمد بن کثیر راوی ہے۔وہ دو ہیں ایک ثقفی ہے ایک عبدی ہے۔ایک پرلے درجے کا کذاب ہے،اور ایک واہی ہے۔اس طرح حضرت نے فرمایا کہ جو حدیث آپ نے پڑھی ہے وہ صحیح نہیں ہے۔حضرت یہ طریقہ صحیح نہیں ہے مجھے اس کا راوی بتائیں کہ کون ہے اس کا جھوٹا راوی جو ہے۔

اور حضرت نے کہا کہ شعبہ نے اس میں غلطی کی ہے۔یہ وہی شعبہ ہے جس سے محمد بن اسحٰق کو امیر المؤمنین فی الحدیث ثابت کیا جارہا تھا۔لیکن اب وہی شعبہ کے بارے میں آپ کہتے ہیں کہ ایک نبی کی حدیث بیان کرتے ہوئے چار غلطیاں کیسے کرگئے۔آپ اندازہ لگائیں اور اپنی قوت فیصلہ سے کام لیں۔

اس کے بعد حضرت یہ فرماتے ہیں کہ امام مسلمؒ کا قول ہے کہ متواتر احادیث جہر کی ہیں۔ امام مسلمؒ کا قول تو مرفوع حدیث نہیں ہے۔جہاں عبداللہ بن عمرؓ کا قول آپ نے نہیں مانا عبداللہ بن مسعودؓ کا قول آپ نے نہیں مانا۔

ابھی اسی تقریر میں کہا ہے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کا قول میں نہیں مانتا۔تو آپ امام مسلمؒ کا یہ قول کیسے پیش کررہے ہیں؟۔وہ روایت متواتر پیش کریں۔دوسری روایت جس میں جھر بھا کا لفظ ابوداؤد میں ہے۔اس کا راوی علی بن صالح اور ایک علاء بن صالح دونوں شیعہ راوی ہیں۔اصل حدیث شعبہ جو اہل سنت والجماعت ہے اس نے اخفی بھا صوتہ بیان کی تھی۔لیکن شیعہ راویوں نے اس کو رفع بھا صوتہ کردیا اور جھر بھا صوتہ کردیا۔

حضرت اہل سنت والجماعت محقق کی بات چھوڑ کر ایک شیعہ راوی کا قول میرے سامنے
پیش کر رہے ہیں۔ جس نے حدیث کو بگاڑ کر پیش کیا ہے۔ میں نے آپ سے کہا کہ حضرت عمرؓ
آمین آہستہ کہتے تھے۔ تو شیعہ نے حضرت عمرؓ کو جھوٹا بنانے کے لئے ایک روایت گھڑ دی تا کہ
ہم لوگوں کو کہہ سکیں کہ دیکھو اللہ کے نبی ﷺ تو آمین اونچی آواز سے کہتے تھے، اور یہ عمرؓ آہستہ
آواز میں کہتے ہیں۔

تو حضرت میں یہاں شیعہ راویوں کی روایات سننے کے لئے نہیں آیا ہوں۔ دوسرا مطالبہ
میں حضرت سے یہ کرتا ہوں کہ جو حدیث آپ نے پیش کی ہے اس کے سارے راوی کوفی محدث
ہیں سفیان بھی کوفی ہے، سلمہ بن زہیر بھی کوفی ہے، سارے کوفی محدث ہیں اور اہل کوفہ کا مسلک
مشہور ہے کہ ان میں سے کوئی آمین اونچی آواز سے نہیں کہتا تھا۔

اب بات واضح ہے کہ جن راویوں نے اس حدیث پر عمل نہیں کیا یا تو آپ ان راویوں کو
فاسق کہیں تو پھر آپ کی حدیث صحیح ہے۔ اور اگر آپ ان سارے سند کے محدثین کو فاسق نہیں کہتے
تو پھر آپ کو ماننا پڑے گا کہ ان کا بھی مطلب یہ تھا کہ آمین کی وہ حدیث۔

میں نے وہ حدیث پڑھی تھی جو قرآن کے موافق تھی۔ میں نے حضور ﷺ کی وہ حدیث
پڑھی جس پر میں نے خلفائے راشدین کا عمل ثابت کیا۔ حدیث وہ صحیح ہوتی ہے جس پر عمل ہو۔
آپ نے اس شیعہ کی روایت کو نہ تو قرآن کے موافق ثابت کیا نہ خلفائے راشدین کے موافق
ثابت کیا۔

مولانا۔ نے کہا کہ عطا نے کہا میں نے دو سو صحابہ کو دیکھا کہ وہ اونچی آواز میں آمین کہتے
تھے۔ مولانا پہلا راوی اس کا ابو یعلی حمزہ بن عبدالعزیز ہے۔ اس کا ترجمہ دکھائیں کہاں ہے؟۔ دنیا
کی کسی کتاب میں سے۔ دوسرا راوی ابوبکر محمد ابن حسین القطان ہے تیسرا راوی خالد بن ابی ایوب
ہے ان تینوں راویوں کا کوئی اتا پتا موجود نہیں۔ کہ یہ تینوں کس قسم کے راوی ہیں۔ اندازہ لگائیں
کہ جس راوی کے نام ونسب کا ہی کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کون ہے؟۔

کیا ہمارا دین اتنا نازک ہے کہ ایسے لوگوں سے کوئی جن کو جانتا ہی نہیں ہے ان ...
سے ہم قرآن چھوڑیں۔ اس کے کہنے پر ہم صحیح حدیث کو چھوڑ دیں۔ اس کے کہنے پر ہم خلفاء
راشدین کو چھوڑ دیں۔ حضرت ہم اہل سنت یہ نہیں کر سکتے۔

حضرت آپ نے کہا کہ شعبہ نے خطا کی فلاں نے کہا فلاں نے کہا۔ میں کہتا ہوں ا...
سب سے بڑی تائید جب قرآن سے ہوگئی اس حدیث کی قرآن سے دعا آہستہ ہونا ثابت ہو گیا
خلفائے راشدین کے عمل سے ثابت ہوگئی۔ اب اس میں کسی کا بے دلیل یہ کہنا۔ اگر آپ کہ...
ہیں تو آپ راوی کو بیان کریں۔ اور اگر آپ چاہتے ہوں تو روات پر جرح کریں اور میں نے...
بھی کہا کہ آپ کی حدیث کے سارے راوی سلمہ بن زہیر وغیرہ آمین آہستہ کہتے تھے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. اما بعد. فاعوذ

بالله من الشیطٰن الرجیم. بسم الله الرحمٰن الرحیم.

لیکن میں نے کہا تھا کہ آپ کا کلیہ یہ قائم نہیں ہے۔ بعض دعائیں جہراً ثابت ہیں۔ لہٰذا
یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔ پھر آپ نے کہا کہ جو دعا ہوتی ہے وہ تعلیم ہوتی ہے اس کے بغیر نہیں۔ ...
نہیں بلکہ اس کے بغیر بھی آپ ﷺ نے جہراً دعا پڑھی۔ کہ جو چیز آپ ﷺ نے جہری پڑھی وہ
آپ کی جہری ہی رہے گی جو آپ ﷺ نے سری پڑھی وہ سری ہی رہے گی۔ آپ کہتے ہیں کہ ...
آپ نے یہ کہا ہے کہ یہ کسی حدیث میں دکھاؤ ابھی میں آپ کو دکھاتا ہوں۔

یہ دیکھیں صحابی کہتا ہے کہ جب دعا پڑھو تو آمین کہو تو یہ تابع ہوا۔ اب جو حکم دعا کا ہوگا وہ
آمین کا ہوگا۔ پھر کہا کہ شعبہ کی ابن اسحٰق والی بات لے لی۔ جناب عالی وہ آپ کے بڑوں نے لی
ہے۔ باقی وہاں محدثین مخالفت کرتے ہیں۔ ادھر بخاری ہے، مسلم ہے، ترمذی ہے، امام دارقطنی
ہے، امام بیہقی ہے، سارے کہتے ہیں کہ یہاں مد بها صوته ہے۔ پھر آپ نے کہا کہ مد بها
صوته سے مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔ مد بها صوته کا معنی بتاتے ہیں کھینچا۔

کھینچا کیسے جب سنا ہی نہیں یہاں سمعت کا لفظ ہے۔ میں نے سنا، جب سنا، پھر کہتے ہیں علاء بن صالح کی روایت موجود ہے وہ فلاں شیعہ ہے۔ لمبی بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب مد بھا صوته والی روایت ثابت ہوگئی تو وہ اس کی تائید میں ہے۔ یا تو آپ کہہ دیں کہ تائید میں آپ نہیں لے سکتے۔ پس یہ راویت ثابت ہے۔

پھر آپ کہتے ہیں کہ سلمہ بن زہیر اور سفیان وہ کوفہ کے ہیں۔ وہ کوفہ والے سارے آمین آہستہ کہتے ہیں۔ آپ کسی ایک کتاب سے دکھائیں کہ سلمہ بن زہیر آمین آہستہ کہتا تھا۔ سفیان آمین آہستہ کہتا تھا۔ آپ ثبوت پیش کریں اس بات کا مفروضہ بنا کر اسی بات پر بنیاد نہ رکھیں۔

پھر یہ کہ سفیان اور سلمہ بن زہیر ثقہ راوی ہیں اور ثقہ نقل کرتے ہیں کہ آپ نے مد بھا صوته۔ پھر اخبار احاد کیوں لئے پھرتے ہیں۔ پھر آپ کے بڑے کہہ گئے مولانا عبدالحی لکھنوی کہہ گئے کہ آمین آہستہ کہنے پر کوئی ثبوت نہیں ہے۔ یہ سعایہ والا لکھتا ہے کہ ہم نے سالہا سال چکر کاٹے کہ ہمیں آمین آہستہ کہنے کا ثبوت ملے لیکن نہیں ملا پھر کہتے ہیں کہ جو روایات آپ ﷺ کے آہستہ کہنے کی ہیں وہ ضعیف ہیں۔ جہراً کہنے والی روایت کے مقابلے میں نہیں ہے۔

مولانا عبدالحی لکھنوی تعلیق الممجد میں لکھتے ہیں والانصاف عبدالحی لکھنوی حنفی ہے۔ ہندوستان کا مایہ ناز عالم ہے۔

والانصاف ان الجهر قوی من حيث الدليل.

انصاف کی بات یہ ہے کہ جہر جو ہے وہ قوی ہے دلیل کے لحاظ سے۔

یہ آپ کے علماء کا فیصلہ ہے وہ روایت کہ محدثین جس کے ضعیف ہونے پر متفق ہیں۔ محدثین بھی چوٹی کے۔ امام بخاریؒ، امام مسلمؒ کی بات نہیں مانی جائے گی۔ مسلم کہتا ہے کہ ساری روایات متواتر ہیں۔ کہ آپ نے آمین بالجہر کہی ہے۔ کیا آپ اپنوں کی نہیں مانیں گے؟۔ جو اپنوں کو نہیں مانتے وہ اوروں کو کیا مانیں گے؟۔ جو اپنے بزرگوں کا احترام نہیں کرتا دوسروں کا کیا کرے گا۔

آپ نے دوسو صحابہ والی روایت پر اعتراض کیا۔ پہلے جو آپ نے اعتراض کیا ہے کہ اس روایت کی سند ترمذی میں نہیں ہے۔ یہی روایت دوسری سند کے ساتھ آپ کو کتاب الثقات میں ملے گی۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

کتاب پیش کرو۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

کتاب یہاں نہیں ہے۔ لیکن اس میں روایت موجود ہے سند بھی اس کی موجود ہے۔ لہذا آپ نہ کریں۔ باقی کہتے ہیں کہ آپ خلفائے راشدین کی بات کو نہیں مانتے۔ یہ آپ نے الزام دیا ہے، طعن کیا ہے۔ ہم نے کب انکار کیا ہے۔

میں نے آپ سے دو باتیں کہی تھیں کہ فقہاء کہتے ہیں کہ جہاں صحابہ رضی اللہ عنہم کا اختلاف ہو جائے۔ دوسری بات میں نے یہ کہی تھی کہ اس روایت کی سند پیش کریں تا کہ ہم کلام کریں۔ آپ نے سند پیش نہیں کی تو ہم کیا کلام کریں۔ یہ آپ کے ذمہ ہے کہ اس کی سند پیش کریں اور آمین کے لئے مدبھا صوتہ۔ جھر بھا صوتہ، رفع بھا صوتہ ہے۔ صحابی کہتا ہے سنی ہے۔ جب سنی پھر جہر موجود ہے۔ تو ثابت ہو گیا کہ جہراً پڑھی تھی۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد للہ و کفٰی و الصلوٰۃ و السلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی۔ اما بعد۔ . فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

میری روایت میں کوئی دجال کذاب راوی بھی نہیں ملے گا، میں پھر یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ کے مقتدی جو اکیلے نماز پڑھ رہے ہیں وہ آپ کو دیکھ رہے ہیں کہ حضرت آپ نے ابھی

ہماری طرف توجہ کیوں نہیں فرمائی۔ وہ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ تیئیس سالوں میں اللہ کے نبی ﷺ کا ایک مقتدی بھی آمین اونچی آواز سے نہیں کہتا۔

آپ ہمیں کیوں کہتے ہیں۔ میں پھر چھ اور گیارہ کا فرق پوچھ رہا ہوں کہ کسی حدیث میں خواہ وہ شیعہ کی ہو، اس میں نہیں ہے۔ یہ جب تک ہمیں نہیں دکھائیں گے۔ آپ کے پاس سے تو کچھ بھی نہیں نکلا۔

قرآن اہل سنت والجماعت حنفیوں کے پاس صحیح حدیثیں اہل سنت والجماعت حنفیوں کے پاس، تیئیس سالہ دور نبوت حنفیوں کے پاس، تیس سالہ دور خلافت حنفیوں کے پاس۔ اور آپ نے اگر کسی شیعہ سے روایت پوچھی تھی تو وہ کیا صرف یہ کہ تعلیم کے لئے اونچی آمین کہی تھی۔ نماز سکھانے کے لئے۔

پھر کہتے ہیں کہ آپ کیوں نہیں کہتے؟۔ جو تعلیم کے لئے کہی جاتی ہے وہ مستقل سنت نہیں ہوتی۔ اس لئے ابھی تک حضرت نہ امام کی آمین کے متعلق چھ اور گیارہ کا فرق دکھا سکے ہیں۔ اور نہ کوئی صحیح حدیث پیش کر سکے ہیں۔ مقتدیوں کو حضرت دیکھتے ہی نہیں کہ میرے یہ مقتدی مجھے کیا کہیں گے۔ اور منفرد کے مسئلہ پر حضرت بالکل غور نہیں فرمارہے ہیں۔ مناظرہ ختم ہو جائے گا اور منفرد حضرات (اکیلے نماز پڑھنے والے) کہتے رہیں گے کہ حضرت ہمارا کیا گناہ تھا کہ آپ نے ہمیں بالکل نظر انداز کر دیا ہے؟۔

لیکن میں یہ کہتا ہوں۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

یہ نسائی والی روایت تین راوی دکھاتے ہیں۔ ان پر بھی غور فرمالیں۔ کیا صحیح حافظے والا راوی آپ کو نہیں ملتا جو[1] قرآن کے موافق، احادیث کے موافق، خلفائے راشدین کے دور

(۱). اخبرنا عبدالحميد بن محمد حدثنا مخلد حدثنا يونس بن

کے موافق ہو۔

میں نے کھلے طور پر ثابت کر دیا الحمدللہ حنفی مذہب قرآن کے موافق ہے۔ حنفی مسلک صحیح احادیث کے موافق ہے۔ کوئی راوی ہمارا شیعہ ثابت نہیں ہوسکا۔ کوئی کذاب، دجال ثابت نہیں ہوسکا۔ خلفائے راشدین اوران کے تمیں سالہ دور کے سارے فتوے موجود ہیں۔ ان کا مسلک، مسلک احناف، کی تائید کر رہا ہے۔

لیکن حضرت نے ابھی تک چھ اور گیارہ کا چکر ہی ختم نہیں کیا ہے۔ چہ جائیکہ حضرت کسی اور طرف توجہ فرماتے۔ مقتدی اور منفرد حضرات ان کو دیکھ رہے ہیں۔ میں حضرت سے التجا کروں گا کہ ان لوگوں کا انتظار ختم کریں۔ یہ تو بڑی امیدیں لے کر آئے تھے۔ کہ حضرت آج ہمیں حدیث

ابی اسحٰق عن ابیه عن عبدالجبار بن وائل عن ابیه قال صلیت خلف رسول الله ﷺ فلما کبر رفع یدیه اسفل من اذنیه فلما قرا غیر المغضوب علیهم ولا الضالین قال آمین فسمعته وانا خلفه (نسائی ص۱۴۷)

اس روایت میں جبار اپنے والد وائل بن حجر ؓ سے روایت کر رہا ہے، حالانکہ وائل بن حجر ؓ سے اس کا سماع ثابت نہیں ہے، چنانچہ امام ترمذی فرماتے ہیں۔

سمعت محمد یقول عبدالجبار بن وائل بن حجر لم یسمع من ابیه ولا ادرکه یقال انه ولد بعد موت ابیه باشهر (ترمذی مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی ص۲۶۹، ومطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب ص۲۲۹)

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ میں نے امام بخاری سے سنا وہ فرماتے تھے کہ عبدالجبار بن وائل بن حجر نے اپنے باپ وائل بن حجر ؓ سے کچھ نہیں سنا، اور نہ ہی اس کو پایا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ وہ تو اپنے باپ کی موت کے کئی ماہ بعد پیدا ہوئے عبدلجبار سے پہلے اس کا جو راوی ابو اسحٰق سبعی ہے اس کا حافظہ آخری زمانے میں صحیح نہیں رہا تھا (نووی ص۷ التقریب)

ما! جائیں گے جس میں چھ اور گیارہ کا فرق ہوگا۔ حضرت حدیث سنا کر جائیں گے کہ اللہ کے
ا!اللہ کے ایک مقتدی نے ایک دفعہ آمین حضور ﷺ کے پیچھے اونچی کہی ہے۔ حضرت سنا کر
جائیں گے کہ تیس سالہ دور میں خلفائے راشدین میں سے کسی ایک نے ایک دفعہ آمین اونچی کہی
" یا ان کے کسی مقتدی نے اونچی آواز میں آمین کہی ہو۔ حضرت یہ سارے لوگ بیچارے
پریشان ہیں۔ میں بھی آپ سے ان لوگوں کی سفارش کرتا ہوں کہ آپ یہ بات واضح کر کے
جائیں۔

اور چوتھی بات جو میں بار بار واضح کر رہا ہوں کہ مقتدی تو چھ رکعتوں میں بھی آمین آہستہ
آواز سے کہہ لیتے ہیں۔ کیا یہ کہیں حکم ہے؟۔ وہی چھ رکعتیں جب اٹھ کر امام کے بعد قضا کرتے
ہیں، تو اس میں بھی آمین آہستہ کہتے ہیں۔ کیا یہ حدیث میں حجت ہے کہ اے میرے مقتدیو جب
میرے پیچھے کھڑے ہوں تو جب میں اونچی کہوں تو اس وقت تو تم آمین اونچی آواز میں کہنا۔ اور
اگر وہ رکعت بعد میں اٹھ کر قضا کرنی پڑے تو آمین آہستہ کہنا۔ میں علی الاعلان یہ بات کہتا ہوں کہ
خدا کی قسم کسی حدیث میں یہ بات نہیں ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. اما بعد. فاعوذ

بالله من الشیطٰن الرجیم. بسم الله الرحمٰن الرحیم.

مولانا نے پھر وہی بات کہی کہ کن نمازوں میں آہستہ آمین کہے، کن میں اونچی۔ فرق
بتائیں میں نے پہلے بھی یہ بات کہی ہے کہ جن رکعتوں میں فاتحہ اونچی، آمین بھی اونچی، جن
رکعتوں میں فاتحہ آہستہ، آمین بھی آہستہ۔ اس کی دلیل میں نے حدیث سے پیش کی تھی۔ کیا مولانا
کو بھول جاتا ہے۔ یا خواہ مخواہ کی طبع آزمائی کرتے ہیں۔

آپ نے خود پیش کیا تھا۔

واذ قال الامام غیر المغضوب علیهم ولاالضالین

فقولوا آمین.

جب امام غیر المغضوب علیھم کہے تو اس کے بعد تم آمین کہو۔ جب امام ولا الضالین کہے اس کے بعد تم آمین کہو۔ ثابت ہے جہری نماز میں۔

مقتدیوں کو پتا کیسے لگے گا کہ جب امام جہراً آمین کہے تو وہ آمین کہے۔ اور قاعدہ ہے۔

القول اذا وقع مطلقا حمل علی الجهر.

الا یہ کہ کوئی دلیل واقع ہو۔

کہتے ہیں کہ یہ تعلیم کے لئے ہوا۔ صحابہ نے کہا کیا وہ بھی تعلیم کے لئے ہے؟۔ اور جو تعلیم کے لئے ہو وہ ہمیشہ کے لئے نہیں ہو سکتا۔ پھر آپ نے کہا کہ ان صحابہ نے آمین کیوں کہی۔ وہ سکھانے کے لئے۔ اب حضور بھی سکھانے کے لئے اونچی آواز میں آمین کہیں اور صحابہ بھی سکھانے کے لئے اونچی آواز میں آمین کہیں۔ آپ کہیں کہ اونچی آواز میں نہ کہو۔ میں کہتا ہوں کہ آپ سیکھ رہے ہیں یا اس کو رد کر رہے ہیں۔ کیا سکھانے میں اگر جہر نہیں ہے تو پھر آپ بیان کر دیتے کہ میں نے سکھانے کے لئے جہر کی ہے۔ تم جہر نہ کرنا۔

کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ السکوت عند الحاجة بیان. جہاں بیان کی ضرورت ہے وہاں اگر سکوت کیا جائے بیان اگر نہ کیا جائے تو وہ بھی ایک قسم کا بیان ہے۔ جب آپ ﷺ نے بیان نہیں کیا تو جہر ثابت ہو چکا۔

اور آپ یہ کہتے ہیں کہ حدیث آپ نے کوئی پیش نہیں کی۔ آپ نے نسائی کی جس روایت پر کلام کیا ہے، اس میں لیث پر کلام کیا ہے، لیث کو کون مجروح کہتا ہے۔ لیث بن سعد امام مشہور ہے۔ دنیا اس کو ثقہ کہتی ہے تم مجروح کہہ رہے ہو۔ نیز اس کو تمہارے علماء بھی صحیح مانتے ہیں دار قطنی اس روایت کو صحیح کہتا ہے۔ اور اس کے علاوہ بیہقیؒ اور دوسرے علماء اس روایت کو صحیح مان چکے ہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

سعید بن ابی ہلال کا اختلاط ہے ان کا ذہن خراب تھا۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

لیث خود امام ہے نقاد ہے وہ اس کو لے رہا ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

اس کا راوی یہاں لیث نہیں ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

کہتے ہیں کہ اس میں بسم اللہ میں جہر کا لفظ ہے۔ آمین کے ساتھ جہر کا لفظ نہیں ہے۔ حالانکہ یہاں قرأ کا لفظ ہے۔ جب قرأ کہا تو جہر ہو گیا۔ صحابی کہتا ہے قال آمین اونچی آمین کہی۔ جب سنی نہیں تو کیسے کہا قال آمین.

پھر کہتے ہیں کہ تعلیم کے لئے اونچی آمین کہی۔ کیا سارے صحابہ تعلیم کے لئے کہتے تھے؟۔ اگر یہ بات ہوتی تو بسم اللہ بھی سکھاتے اور اونچی پڑھتے۔ اللہ اکبر بھی اونچی کہتے۔ کیا کسی صحابی نے یہ سنا ہے کہ لوگوں نے فاتحہ پڑھی؟۔ لوگوں نے بسم اللہ کہا؟۔ لوگوں نے اللہ اکبر کہا؟۔ اگر آپ کی بات ہوتی تو ہر ایک ہر لفظ اونچی کہتا۔ حالانکہ یہ کسی نے نہیں کہا۔ پس یہ ثابت ہو گیا کہ آمین انہوں نے کہی۔ پیچھے لوگوں نے کہی۔

آپ نے تاویل کی کہ یہ قنوت نازلہ کے بارے میں ہے۔ قیامت تک آپ کو چیلنج ہے کہ قنوت نازلہ ثابت کرو۔ محدثین اس کو آمین کے باب میں لائے ہیں۔ آپ کسی کی بات بھی نہیں مانتے۔ اور نہ ہی اپنے مولوی کی مانتے ہیں۔ یہ آپ کی غلطی ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ خلفاء کے زمانے میں نہیں تھی۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ دوسو صحابہ جو تھے ان میں سے کوئی بھی خلفاء کے زمانے میں نہیں تھا؟۔ انہوں نے کہا تھا کہ دوسو صحابہ نے امام کے پیچھے آمین کہی تھی ان دوسو صحابہ کے بارے میں بتاؤ کہ وہ خلفاء کے زمانے میں تھے یا نہیں؟۔ معلوم ہوا کہ انہوں نے وہاں

سے حاصل کیا۔اس زمانے سے کہتے چلے آرہے تھے۔تو اس زمانے میں کہا۔

کوئی ابوبکرؓ کے زمانے میں،کوئی عمرؓ کے زمانے میں،کوئی حضرت عثمانؓ کے زمانے میں،کوئی حضرت علیؓ کے زمانے میں تھا۔

اب عطاؒ کی بات آپ کو ماننی پڑے گی۔آپ کے امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں۔عطاؒ کون ہے؟۔امام ابوحنیفہؒ کا استاد ہے۔امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں میں نے جن لوگوں سے ملاقات کی ہے ان میں عطاؒ سے بڑھ کر کسی کو نہیں پایا۔

وہ عطاؒ کہتا ہے کہ دوسو صحابہؓ نے اونچی آمین کہی عطاؒ صحابہؓ کے زمانے کے تھے۔معلوم ہوا کہ صحابہ کرتے آئے۔معلوم ہوا کہ یہ عمل جاری رہا اور عطاؒ نے سنا۔اب اتنی صاف بات کا مولانا انکار کررہے ہیں تو پھر ہم کیا کریں؟۔پھر قسم کھا کر کہا کہ کسی ایک صحابیؓ سے خلفاء کے زمانے میں ثابت نہیں ہے۔

مولانا آپ فقہ کے متعلق حانث ہوگئے آپ کو قسم کا کفارہ ادا کرنا پڑے گا۔میں نے ثابت کردیا کہ عبداللہ بن زبیرؓ نے نماز پڑھائی اس میں آمین کہی۔ان کے پیچھے لوگوں نے بھی آمین کہی۔یہ وہ حدیث ہے جس کو محدثین اور فقہاء صحیح مانتے ہیں۔آپ پہلے قسم کا کفارہ ادا کریں۔جو علماء نے بیان کیا ہے۔فقہاء نے بیان کیا ہے۔قرآن میں لکھا ہوا ہے۔آئندہ قسم نہ کھائیں۔سنبھل سنبھل کر قدم رکھیں جلد بازی نہ کریں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد لله وكفى والصلوة والسلام على عباده الذين اصطفى. اما بعد. . فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم. بسم الله الرحمن الرحيم.

پورا زور اس بات پر لگا دیا کہ عبداللہ بن زبیرؓ کے مقتدیوں نے آمین کہی۔میں نے بخاری کے متعلق کہا تھا کہ بخاری میں فاتحہ کا ذکر نہیں ہے کہ فاتحہ کے بعد آمین کہی جائے۔حضرت

ا ا لے ہیں کہ بیہقیؒ میں ہے۔ بیہقیؒ کی سند کا ایک راوی مسلم بن خالد ہے وہ کون ہے؟۔

[illegible] الاوہام ہے۔

دوسرا راوی ہے ابن جریج یہ وہ ہے کہ میزان میں لکھا ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں

ا ے عورتوں سے متعہ کیا۔ میں حیران ہوں کہ حضرت کے پاس ایسے راوی رکھے ہیں اور حضرت

اں ل روایت سنا کر مجھے کہ رہے ہیں کہ کفارہ ادا کر دینا۔ اندازہ لگائیں کہ وہ نوے عورتوں سے

سر ا نے والا کفارہ ادا کرے یا نہ کرے؟۔ یا ان کی روایت پیش کرنے والے چاہیں تو کفارہ

ا ۔ یں۔ میری بات واضح ہے کہ حضرت نے اس وقت تک جو کچھ پیش کیا ہے حضرت فرماتے

اں ا میں چھ، گیارہ کا کئی دفعہ عرض کر چکا ہوں۔ یہ کہہ چکا ہوں کہ قرأت اونچی ہو تو وہاں آمین

مں اونچی آواز سے پڑھی جائے۔ اور جہاں قرأت آہستہ ہو وہاں آمین بھی آہستہ آواز سے کہی

جا ئے۔ میں نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ حضرت کا فرمان ہے۔ آپ نبی ﷺ کی حدیث مجھے

دُں سنا سکتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہو کہ جہاں قرأت اونچی آواز میں ہو وہاں آمین بھی اونچی

ا ا ا میں کہی جائے۔ اور جہاں قرأت آہستہ آواز سے ہو وہاں آمین بھی آہستہ آواز سے کہی

جا ئے۔

اور پھر میں نے حضرت سے یہ بھی پوچھا تھا کہ آپ کے سارے مقتدی فاتحہ آہستہ آواز

ے پڑھتے ہیں، آمین اونچی آواز سے کہتے ہیں۔ آپ ان کو سمجھائیں سارے مناظرہ کا خلاصہ یہ

[illegible] رہا ہے کہ صرف امام کی آمین کے بارہ میں آپ کے پاس شیعہ حضرات کی ایک روایت تھی یا

اں عبدالجبار کی روایت تھی جو اپنے باپ سے چھ مہینے بعد پیدا ہوا۔

مقتدی کے متعلق میں نے عرض کیا کہ وہ نماز سکھانے کا ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ اس

ہں ساری نماز کا ذکر نہیں ہے۔ ایسی حدیث جہاں تعلیم کا ذکر ہو جو بات خاص طور پر سکھانی مقصود

ہوا اس کو بلند آواز سے کہا جاتا ہے۔

مسلم میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے سبحانک اللہ اونچی آواز سے پڑھا۔ باقی کچھ

اونچی آواز سے پڑھنے کا ذکر نہیں ہے۔ اور یہی کہا کہ میں تمہیں نماز سکھا رہا ہوں۔ آپ حیران ہوں گے کہ کیوں بسم اللہ اور آمین اونچی آواز میں کہی۔ کیونکہ لوگ اونچی آواز سے نہیں کہتے تھے پریس کا زمانہ تھا نہیں، نہ چھپی ہوئی نماز ملتی تھی۔ لوگ ویسے ہی چھوڑ جاتے کہ شاید آمین ہوتی ہے یا نہیں۔

اس لئے حضرت ابو ہریرہؓ کو ضرورت محسوس ہوئی کہ کسی ایک نماز میں اونچی پڑھ دوں۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ نماز میں آمین بھی کہی جایا کرتی ہے۔ اگر پہلے سے آمین اونچی آواز سے کہتے آرہے تھے تو پھر کیوں سکھانے کی ضرورت محسوس ہوئی؟۔

جو ہر مسجد میں ہر پانچ وقت سنی جائے اونچی آواز سے اس کے متعلق ابو ہریرہؓ کہیں کہ دیکھیں میں نے آپ کو سکھا دیا۔ وہ کہیں کہ حضرت یہ تو ہم روز سنتے آرہے ہیں۔ تو یہی حدیث جس کو حضرت اپنی دلیل سمجھ رہے تھے وہ ہماری دلیل بن گئی۔ اس کی یہ حضرت ابو ہریرہؓ کو ضرورت کیوں پڑی؟۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا ہے کہ سعید بن ابی ہلال جو تھا اس کا حافظہ اتنا خراب نہیں تھا۔ میں حضرت سے درخواست کرتا ہوں کہ خراب حافظے والا پیش ہی نہ کریں۔ اور میں نے کہا کہ حضرت وہ کتاب بھیج دیں جس میں لکھا ہو کہ اس کا حافظہ اتنا خراب نہیں تھا۔ دلیل مناظرہ میں وہ ہونی چاہیے جس پر جرح ہو ہی نہ سکے۔ آپ دیکھیں پہلے بھی بحث ہوتی رہی ہے کہ یہ دجال ہے۔ ایسا کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ صحیح حدیثیں پیش کیوں نہیں کرتے ہیں تاکہ میں اس پر جرح کر ہی نہ سکوں۔ اور بعد میں یہ کہنا کہ زیادہ دماغ خراب تو نہیں تھا تھوڑا خراب تھا۔ تو حضرت ایسی حدیثوں کو حجت ماننے کے لئے ہم بالکل تیار نہیں ہیں۔ کہ جو قرآن و حدیث کے بھی خلاف ہو، بلکہ احادیث کے بھی خلاف ہو، اور خلفائے راشدین کے عمل کے بھی خلاف ہو، اور حضرت تھوڑی سی بات کر دیں کہ تھوڑا سا حافظہ خراب تھا۔ قرآن کے خلاف ہے۔ حافظہ تھوڑا سا خراب ہے، خلفائے راشدین کے تیس سالہ دور کے خلاف ہے۔ اور حضرت کہتے ہیں کہ حافظہ تھوڑا سا خراب

خدا جانے اگر زیادہ خراب ہوتا تو وہ کیا کرتا۔

پھر یہ کہنا کہ فاتحہ اگر اونچی ہو تو اونچی اور اگر آہستہ ہو تو آہستہ آمین کہے، یہ قیاس ہے نبی ﷺ کی حدیث نہیں ہے۔ اگر آپ نبی ﷺ کی حدیث کا ترجمہ ثابت کر دیں ٹھیک ہے۔ میں اپنے مطالبے واپس لے لیتا ہوں۔ ورنہ ابھی تک مقتدیوں کے لئے بھی آپ نے کچھ بیان نہیں کیا۔ امام کے لئے شیعہ کی روایت بیان کی۔ دوسو صحابہ کے لئے آپ نے نوے عورتوں سے متعہ کرنے والے کی روایت بیان کی۔ اور مسلم بن خالد زنگی کثیر الاوہام اس کی روایت آپ نے ہمارے سامنے پڑھی ہے۔

جبکہ میں نے قرآن پیش کیا آپ کے سامنے صحیح احادیث پیش کیں۔ اور میں نے بار بار چیلنج دیا کہ آپ میری پیش کردہ چار حدیثوں میں سے کسی ایک شیعہ کی نشاندہی کر دیں، کسی ایک ایسے راوی کی نشاندہی کر دیں جس نے ایک ہی مرتبہ متعہ کیا ہو۔

قطعاً میری روایت میں یہ چیز نہیں ہے تو جب میری حدیثیں اتنی پختہ ہیں کہ باوجود بار بار چیلنج کرنے کے آپ اس میں ایک راوی پر بھی جرح نہیں کر سکتے وہ قرآن پاک کے بھی موافق ہیں، وہ خلفائے راشدین کے بھی موافق ہیں، تو پھر کیا ہم مجبور ہیں کہ کسی شیعہ اور متعہ کرنے والے کے پیچھے لگ کر قرآن کو چھوڑ دیں۔ ہرگز نہیں۔ نبی ﷺ کی صحیح احادیث کو چھوڑیں گے، خلفائے راشدین ؓ سے منہ موڑیں گے، ہرگز نہیں۔

یہ بات آپ پر دوپہر کے سورج کی طرح واضح ہو گئی ہے کہ حضرت نے اس مسئلہ میں قرآن کو ہاتھ نہیں لگایا ہے۔ حضرت نے اس مسئلہ میں صحیح بخاری کو ہاتھ نہیں لگایا ہے۔ صحیح مسلم کو ہاتھ نہیں لگایا ہے۔ کوئی روایت پڑھی ہے تو وہ بھی شیعہ کی اور وہ صرف امام کے لئے، وہ صرف تعلیم کے لئے۔ یہ صراحت میں نے حدیث میں دکھادی۔ جو کچھ پڑھا تھا تعلیم کے لئے تھا۔ اصل سنت اونچی آواز میں آمین کہنا ہے۔ یہ کسی ضعیف روایت سے بھی آپ ثابت نہیں کر سکے ہیں۔ صرف امام کے لئے نہیں کر سکے چہ جائیکہ مقتدی اور منفرد کے لئے حضرت کوئی دلیل ثابت کرتے۔

تو بہرحال میں نے اپنے مسلک کو واضح کر دیا ہے قرآن ہمارے ساتھ ہے، حدیث ہمارے ساتھ۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. اما بعد. فاعوذ

بالله من الشیطٰن الرجیم. بسم الله الرحمٰن الرحیم.

فرماتے ہیں کہ فاتحہ کے بعد آمین نہیں ہے۔ بخاری میں اگر فاتحہ کے بعد نہیں تو کہاں آمین ہوتی ہے۔ میں نے بخاری سے مسئلہ آپ کے سامنے پیش کیا۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

اس میں فاتحہ نہیں دکھا سکے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

پھر فرماتے ہیں کہ یہ جو روایت ہے آپ نے پیش کی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس میں طرح بسم اللہ کا جہر کرتے ہیں۔ لیکن آمین کا جہر نہیں مانتے۔ آدمی کو مانتے ہو آدمی کو نہیں مانتے۔ پھر کہتے ہیں کہ وہ سکھانے کے لئے ہے۔ میں نے پہلے کہہ دیا ہے کہ سکھانے کے لئے نہیں تھا۔

پھر سعید بن ابی ہلال، یہ میرے سامنے تہذیب ہے ابن حبان، عجلی، دار قطنی، بیہقی، ابن عبدالبر، ابن خزیمہ یہ سب اس کو ثقہ کہتے ہیں اب کیسے آپ اس کا انکار کر سکتے ہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

اختلاط کا لفظ موجود ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

قرآن کا مسئلہ مولوی صاحب نے پیش کیا۔ میں نے کہا قرآن میں یہ نہیں ہے۔ قرآن تو یہ حکم دیتا ہے کہ۔

وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟

رسول جس کا کہیں اس پر عمل کرو جس سے رکنے کا کہیں اس سے رک جاؤ۔

لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِى رَسُولِ ٱللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

آپ کے لئے بہترین نمونہ حضورﷺ کا نمونہ ہے۔

رسول اللہ تو آمین اونچی کہتے تھے۔ آپ یہ کہتے ہیں کہ کوئی روایت پیش نہیں کی ہے۔ واللہ یہ فراڈ ہے۔ نہ اس میں کوئی ضعیف راوی ہے، نہ اس میں کوئی عبدالجبار ہے، نہ اس میں کوئی شیعہ ہے، اس روایت پر رکتے نہیں بلکہ چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ ابوداؤد کی روایت اور دار قطنی کی روایت ہے کہ میں نے سنا حضورﷺ سے کہ اپنی آواز کو اونچا کرتے تھے، اور آمین کہتے ہیں۔ یہ کتنے کھلے الفاظ ہیں۔ اس کے باوجود مولانا اس کو تسلیم نہیں کرتے۔

اختلاط میں بھی آپ نے دھوکہ کیا۔ یا تو آپ اصطلاحات سے واقف نہیں ہیں، یا پھر تجاہل عارفانہ ہے۔ اختلاط کا یہ معنی ہے کہ راوی کا حافظہ پہلے اچھا تھا بعد میں حافظہ خراب ہو گیا۔ اب معلوم نہیں کہ یہ روایت پہلے کی ہے یا بعد کی ہے۔ اگر پہلے کی ہے تو معتبر ہے اگر بعد کی ہے تو معتبر نہیں ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

قال احمد اختلط امام احمد فرماتے ہیں کہ اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ اختلط کا معنی ہی یہ ہے کہ حافظہ صحیح نہیں رہا تھا۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

اس جگہ اختلاط کا وہ معنی مراد نہیں ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

آخر ان الفاظ کا مقصد کیا ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

آخر میں اختلاط ہوا۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

ساری عمر اختلاط تھا۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

پھر کہتے ہیں کہ یہ کسی صحابی ﷜ سے ثابت نہیں ہے۔ آپ نے دیکھا کہ صحابی ﷜ سے بھی ثابت ہوا، رسول اللہ ﷺ سے بھی ثابت ہوا، ساری چیزیں میں بیان کر چکا ہوں۔ مولانا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے شعبہ کی روایت پر جرح کی، مولانا نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ محدثین نے اس کو ضعیف کہا، آپ کے حنفیوں نے اس کو ضعیف کہا، آپ کے بڑوں نے اس کو ضعیف کہا، لیکن مولانا نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

میں نے قرآن کو چھوڑا نہ بخاری کو چھوڑا، نہ مسلم کو چھوڑا۔ مسلم کی عبارت بھی پیش کی، بخاری کی عبارت بھی پیش کی ہے۔ رہا قرآن کا مسئلہ تو قرآن نے ہمیں یہ بھی کہا کہ۔

لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِى رَسُولِ ٱللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

وہ آپ ہیں جب چاہیں حدیث کو چھوڑ دیں، جب چاہیں امام کو چھوڑ دیں، جب چاہیں اپنے مولویوں کو چھوڑ دیں۔ رسول ﷺ کو چھوڑ دیں، اپنے بزرگوں کو چھوڑ دیں۔ بھئی ہمارے پاس متعہ کرنے والے راوی کی کوئی روایت نہیں ہے، نہ اس میں کوئی متعہ کرنے والا ہے، نہ کوئی حلالہ کرنے والا ہے۔ نہ کوئی شیعہ ہے، وہ سچے ہیں، صحیح ہیں، ان کی روایتیں صحیح ہیں۔

آپ اگر دعا نہیں مانتے تو یہ مستقل قانون آپ کے لئے صحیح نہیں ہے، کہ مستقل دعا اگر مانتے ہیں تو بھی اس کے لئے بھی پڑھنا یہ کسی کا مذہب نہیں ہے۔ نہ آپ کا۔ لہذا جو آپ ﷺ نے اونچی آواز سے کہی ہے اونچی آواز سے ہوگی اور جو آپ ﷺ نے آہستہ آواز سے کہی آہستہ آواز

ے ہوگی۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد للہ وکفٰی والصلوٰۃ والسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی. اما بعد . فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

میرے دوستو اور بزرگو حضرت یہ تسلیم کر رہے ہیں کہ۔ قد أُجيبَت دَعوَتُكُما سے آمین کا دعا ہونا نکل رہا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جس طرح میں نے قرآن وحدیث سے ثابت کیا اس طرح آپ نبی ﷺ کی ایک حدیث پیش کردیتے کہ آمین دعا نہیں ہے۔ تو پھر میری بات جھوٹی ثابت ہو جاتی۔ آپ انشاء اللہ قیامت تک ایسی حدیث بیان نہیں کر سکیں گے۔ میں نے قرآن پاک کی آیت کہ دعا آہستہ ہونی چاہئے پیش کی۔ حضرت کا فرض تھا کہ ایک آیت ہی پڑھ دیتے دعا (آمین) اونچی کہنی چاہئے۔ لیکن آپ کے سامنے حضرت نے ایک آیت نہیں پڑھی کہ دعا اونچی آواز سے کہنی چاہئے۔ قرآن وحدیث کے علاوہ حضرت نے دو باتیں میرے سامنے کہی تھیں ایک حضرت وائل ؓ کی روایت، جس کا راوی شیعہ ہے۔ میں نے اس پر جرح کی ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ جرح نہ کرو۔ جب وہ شیعہ ہے، وہ قرآن کے خلاف بیان دے رہے ہیں، وہ حضور ﷺ کے اپنے عمل کے خلاف بتا رہے ہیں، وہ خلفائے راشدین کے خلاف بیان دے رہے ہیں، میں کیوں نہ کہوں کہ یہ شیعہ ہیں۔ میں ان پر جرح کیوں نہ کروں؟۔

وہ حضرت نے مان لی کہ یہ سند جو ہے اس کے تین راویوں کا حال میں بیان نہیں کر سکتا؟۔ ہاں ایک کتاب گھر میں پڑی ہے اس میں دوسری سند ہے۔ تو یہ فیصلہ ہو چکا ہے۔ اب تو فیصلہ یہاں کرنا ہے گھر والی بات بعد میں ہوگی۔

تو بہرحال حضرت نے دو چیزیں پیش کی تھیں تو دونوں کھوٹی نکلیں۔

اب حضرت کے پاس صرف قیاس ہے۔ قیاس میں آپ یہ فرماتے ہیں کہ تابع جو ہوتا

ہے وہ مطبوع کے مطابق کام کرتا ہے۔ پہلی تو یہ بات کہ حضرت کا اپنا قول ہے یہ حدیث نہیں قرآن کی آیت نہیں ہے۔ اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ امام متبوع ہوتا ہے، مقتدی تابع ہوتا ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ تابع کو مطبوع کا ساتھ دینا چاہئے۔ جہر میں امام ساری تکبیریں اونچی آواز سے کہتا ہے۔ مقتدی تابع ہے اسے بھی ساری اونچی آواز سے کہنی چاہئیں۔

حضرت کے قیاس کے موافق امام فاتحہ اور سورۃ اونچی آواز سے پڑھتا ہے، اور مقتدی اس کا تابع ہے۔ حضرت قیاس یہ پیش کر رہے ہیں کہ جو تابع ہے وہ متبوع کے ساتھ ساتھ رہے۔ تو جب امام نے فاتحہ اور سورۃ اونچی پڑھی ہے تو اس قیاس کے موافق مقتدی کو بھی اونچی پڑھنی چاہئے۔ امام سمع اللہ لمن حمدہ اونچی کہتا ہے۔ مقتدی جو کہ تابع ہے وہ آہستہ کہتا ہے۔ امام السلام علیکم ورحمۃ اللہ اونچی کہتا ہے۔ مقتدی تابع ہے، لیکن وہ آہستہ کہتا ہے۔ حضرت بھی جب مقتدی بنتے ہیں تو آہستہ ہی کہتے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ یہ قاعدہ جو حضرت نے بنا دیا ہے جو صرف ایک اپنے بنائے ہوئے قاعدہ سے حضرت قرآن کو چھوڑ رہے ہیں، حضرت صحیح حدیث کو چھوڑ رہے ہیں، حضرت خلفائے راشدین ؓ کے عمل کو چھوڑ رہے ہیں۔ اس قاعدے پر حضرت کا اپنا عمل کیوں نہیں ہوتا۔ باقی آپ نے جو لوگوں سے کہا ہے کہ مد بہا صوته نہیں تو سمعت تو ہے۔ میں واضح کہتا ہوں کہ یہ بات غلط ہے۔ سمعت کا تعلق تو صرف غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ سے ہے۔ آمین سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ جب میری باری آتی ہے تو مولانا فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ کے سوا میں بات نہیں مانتا ہوں۔ اب آپ دیکھ رہے ہیں کہ قرآن میں پڑھتا ہوں اور حدیثیں بھی پڑھتا ہوں۔ حضرت عبدالحی لکھنوی کا قول پڑھنا شروع کر دیتے ہیں حالانکہ میں جب آ کر بیٹھا تھا میں نے یہ کہا تھا کہ فقہ حنفی کے مفتی بہ قول کے خلاف کسی حنفی کی ذاتی رائے مجھ پر پیش نہ کی جا سکے گی۔

اگر حضرت الزاماً مجھے کچھ جواب دینا چاہتے ہیں تو آپ ہماری فقہ سے مفتی بہ قول مجھے دکھا دیں کہ آمین اونچی آواز سے پڑھنی چاہئے میں ان شاء اللہ اونچی آواز سے پڑھنا شروع کر دوں

۸. لیکن مفتی بہ قول کے خلاف میں کسی کی بات نہیں مانتا۔

اب یہ دوپہر کے سورج کی طرح واضح ہو چکا ہے کہ حدیثیں کس کے پاس ہیں اور قرآن س کا ساتھ دے رہا ہے۔ اور اقوال کون پڑھ کر سنا رہا ہے۔

اور آپ نے جو شیعہ کی روایت پڑھی تھی اس میں بھی صرف امام کی آمین کا ذکر تھا۔ لیکن حضور ﷺ کی پوری تیئس سالہ زندگی میں میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ کسی صحابی نے آپ کے پیچھے ایک دن، ایک نماز کی کسی ایک رکعت میں بھی آمین اونچی آواز سے کہی ہو تو وہ صحیح حدیث ہمارے سامنے پیش کریں۔ ایسی کوئی صحیح حدیث دنیا کی کسی صحیح حدیث کی کتاب میں موجود نہیں ہے۔ کہ حضور ﷺ کے تیئس سالہ دور نبوت میں کسی ایک صحابی ؓ نے آپ کے پیچھے ایک نماز میں، کسی ایک رکعت میں اللہ کے نبی ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو کر آمین اونچی کہی ہو۔ میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ ایسی صحیح حدیث دنیا کی کسی حدیث کی کتاب میں موجود نہیں ہے۔

اسی طرح خلفائے راشدین کا تیس سالہ دور ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔

علیکم بسنتی وسنت الخلفاء الراشدین المهدیین.

پورے تیس سالہ دور میں کسی ایک دن میں، کسی ایک نماز میں، کسی خلیفہ راشد نے، امام یا مقتدی ہونے کی حالت میں آمین اونچی کہی ہو۔ یا تیس سالہ دور میں ابو بکر صدیق ؓ کے ایک مقتدی نے، حضرت عمر ؓ کے ایک مقتدی نے، حضرت عثمان ؓ کے ایک مقتدی نے، حضرت علی ؓ کے ایک مقتدی نے بھی آمین اونچی آواز سے کہی ہو۔

میں تو پڑھ رہا ہوں۔

کان عمر وعلی لا یجهران بسم الله ولا بتعوذ ولا بالتامین.

حضرت نے کہا اس کی سند پڑھو، میں سند پڑھوں گا پہلے میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ حضرت نے دو سو صحابہ والی حدیث کی سند نہیں پیش کی تھی۔ لیکن الحمد للہ میں نے مطالعہ کیا اور یہاں بیٹھے ہی

سند بیان کی ہے کہ اس کے فلاں فلاں راوی ایسے ہیں جن کا اتا پتا دنیا میں نہیں ہے۔

حضرت آپ اس بات کا اقرار کریں۔ کہ اس روایت کی سند مجھے معلوم نہیں ہے۔ ان شاء اللہ میں پڑھ کر سناؤں گا۔ آپ فرماتے ہیں سکتہ جو ہے اس کی آپ نے وضاحت نہیں کی۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ جب غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کہتے تھے تو کیا کہتے تھے۔ آمین کہتے تھے۔

ہاں میں ایک بات اور عرض کردوں۔ حضرت نے کہا تھا کہ فقولوا آمین کا معنی ہے اونچی آواز سے آمین کہا۔ یہ بات غلط ہے بخاری میں ہے۔ فقولوا التحیات للہ تو اس کا کیا یہ معنی ہے کہ التحیات کو اونچی آواز سے پڑھو؟۔ بخاری میں ہے فقولوا ربنا لک الحمد کیا آپ سب ربنا لک الحمد اونچی آواز سے پڑھتے ہیں۔

تو حضرت اس طرح مسئلے ثابت نہیں ہوا کرتے۔ فقولوا کا معنی یہاں آہستہ ہوگا یہاں اونچی ہوگیا ہے۔ یہ عجیب مسلک ہے۔ جب آپ نے مسئلہ ثابت کرنا ہے تو اس کو اس طرح ثابت کریں کہ کسی کو وہاں بات کرنے کی گنجائش نہ ہو۔

بہر حال میں نے جو چار حدیثیں پڑھی ہیں آپ بھی کہہ دیں کہ ان میں فلاں راوی شیعہ ہے، اس میں فلاں راوی دجال اور کذاب ہے۔ یہ کہہ دینا کہ عبدالحی نے یہ کہا ہے وہ کہا ہے فلاں نے یہ کہا ہے، حضرت یہ بات مناظروں کے کام کی نہیں ہے۔ یہ تو آپ کسی وعظ میں آپ کی ساتھیوں کو سنا کر مطمئن کر سکتے ہیں۔ لیکن میدان مناظرہ میں وہ بات ہوتی ہے جس طرح کہتے ہیں کہ مناظرہ کا اصول تو یہ ہے کہ۔

ایسا وار ہو جو جگر کے پار ہو

میں جو آپ کی روایتوں میں سے شیعہ راوی بتا رہا ہوں کہ آپکے راوی شیعہ ہیں آپ شیعوں کے کھوٹے سکے میرے سامنے لے آئے۔ یہ میری چاروں حدیثوں میں سے کوئی شیعہ راوی نکال کر لائیں۔ میری چاروں حدیثوں میں سے کوئی دجال، کذاب راوی نکال کر لائیں۔

طریقہ ہے حدیث پر جرح کرنے کا۔

یہ طریقہ نہیں ہوتا کہ فلاں آدمی نے یہ کہا ہے، یہ اصول نہیں ہے۔ آپ تو فرمارہے تھے کہ میں اصولوں سے کبھی باہر نہیں جاؤں گا۔ اب اس وقت آپ کو اصول کیوں یاد نہیں رہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

میں نے یہ کہا کہ میں یہ مانتا ہوں کہ آمین دعا ہے۔ اور دعا کے تابع ہے۔ اس پر مولانا چپ ہو گئے لیکن میں نے کہا کہ آپ کے قول کے مطابق اگر آپ اس کو مستقل دعا مانتے ہیں۔ اب آپ کہتے ہیں کہ بعض اوقات جب مقتدی امام کے تابع ہے تو امام جب جہر کہے تو مقتدی جہر کہے۔ یہ تو میں نے کہا ہی نہیں ہے۔ میں نے کہا تھا کہ یہ تابع ہے۔ لہذا اس کے حکم میں ہے۔ یہ امام اور مقتدی والا مسئلہ کہاں ہے؟۔ آپ نے کہا کہ شیعہ راوی ہے، میں نے جس حدیث کو پیش کیا اس میں شیعہ راوی ہے؟۔ کیوں آپ بار بار شیعہ کا نام لیتے ہیں۔ جو میں نے روایت پیش کی اس کا راوی شیعہ نہیں ہے۔ اگر آپ کے بقول شیعہ راوی ہے تو پھر پیش کیجئے۔

پھر کہتے ہیں کہ سمعت کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ سمعت کا تعلق ولا الضالین سے ہے اس کا تعلق آمین سے نہیں ہے۔ اس کا پہلا جواب یہ ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

کتاب کا نام پیش کریں۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

الفاظ یہ ہیں۔

سمعت النبی ﷺ اذا قال غیر المغضوب علیھم ولاالضالین. قال آمین.

اب یہاں کیسے بچو گے۔

سمعت النبی اذا قال غیر المغضوب علیھم

ولا الضالین ومدبھا صوتہ.

میں نے سنا کہ جب آپ نے سورۃ فاتحہ ختم کی تو لا الضالین کہا اور آواز کو کھینچا۔ آپ کہتے ہیں بیہقیؒ، بیہقیؒ کے جتنے استاد ہیں ان سب کے ترجمے کتابوں میں موجود ہیں۔ آپ اس کے کسی راوی پر جرح کریں۔ اگر آپ کو ترجمہ نہیں ملتا تو آپ کا قصور ہے۔ میں کتاب کا حوالہ بھی دے سکتا ہوں، لیکن آپ کہیں گے کہ وہ کتاب ابھی لائیں۔ آپ مہربانی کر کے کسی راوی پر جرح کریں کہ فلاں راوی ایسا ہے جب آپ نہیں کہتے تو زیادہ سے زیادہ آپ کے مذہب کے مطابق نہیں ہوگی۔ یہ آپ کے مذہب کے مطابق آپ پر حجت ہے۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ آپ اس کو کبھی ان شاء اللہ رد نہیں کر سکتے۔

پھر کہتے ہیں کہ علی ؓ کی روایت کی سند پیش نہیں کرتے۔ طحاوی کا نام پیش کرتے ہیں۔ طحاوی میں موجود ہے۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ روایت آپ مجھے دکھائیں۔

مجھے روایت دکھائیں تب میں اس کا جواب دوں۔ قرآن آپ نے پڑھا لیکن دلیل نہیں دی، رسول اللہ ﷺ قرآن کے خلاف نہیں تھے۔ آپ ﷺ کی پوری زندگی قرآن کے موافق تھی، قرآن کا یہ دعویٰ ہے۔

﴿ وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل الیھم ﴾.

حدثنا سلیمان حدثنا علی بن معبد حدثنا ابو بکر

بن عیاش علی ابن سعد ابو سعد.

کا ترجمہ نکالیں یہ آپ پر حجت ہے۔ ہم پر حجت نہیں ہو سکتا۔ بتائیں کہ ابو بکر بن عیاش ثقہ ہے اس کا ترجمہ نکالیں تقریب میں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ

ثقہ ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

سلیمان کا ترجمہ نکالیں۔اس روایت کے تین راوی ہیں سلیمان طحاوی کا استاد، ابوبکر بن عیاش اور ابوسعید ان تینوں کا ترجمہ نکالیں۔اس کی توثیق نکالیں۔اور یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ روایت کے صاف الفاظ ہیں سمعت النبی سنو غور سے صحابی کہتا ہے۔

سمعت النبی اذا قال غیر المغضوب علیھم ولا الضالین.

جب آپ نے پڑھا ولا الضالین تو پھر آپ نے آمین کہا۔اور مدبھا صوتہ اپنی آواز کو لمبا کیا اور کھینچا۔لمبا تب ہو جب سنے۔

یہ ساری باتیں یہاں موجود ہیں۔مجھے کہتا ہے اصول تم خود پیش کرتے ہو میں نے دلیل پیش کی۔مولانا عبدالحی صاحب کے قول سے مولانا ناراض ہوئے۔مولانا عبدالحی صاحب کی بات سے استدلال نہیں کیا مولانا کا فتاوی بھی نقل کیا ہے کہ میں نے تو یہ کہا کہ روایات کے اندر تمہارے عالموں کا بھی وہی فیصلہ ہے جو فیصلہ ہمارا ہے۔

اور یہ دکھانا تھا کہ آپ محدثین کے فیصلوں کو مانتے ہو یا اور بزرگوں کے فیصلے کو مانتے ہو۔محدثین کا فیصلہ یہ ہے کہ امام بخاریؒ امام مسلمؒ امام ترمذیؒ امام بیہقیؒ یہ متفق ہیں کہ کہ یہ روایت صحیح ہے۔مدبھا صوتہ والی روایت صحیح ہے۔یہ ہے محدثین کا فیصلہ یہ آپ کے حنفیوں کا فیصلہ ہے۔ جو میں نے حدیثوں کے مطابق آپ کو سنایا ہے۔آپ نہ ان کو مانتے ہیں، نہ ان کو مانتے ہیں۔

اپنے آپ کو مقلد کہتے ہو پھر مجتہد بن جاتے ہیں۔

جسے نواسا سمجھا وہ نانا نکلا

اللہ کے بندو کسی کی بات تو مانو۔یہ محدثین کا فیصلہ ہے، یہ آپ کے عالموں کا فیصلہ ہے۔

پھر کہتے ہیں کہ آپ امام کے پیچھے اونچی آواز میں سورۃ کیوں نہیں پڑھتے، میں نے یہ نہیں کہا کہ ہر بات اونچی ہو۔آپ نے جہر کے لئے کہا مشکوٰۃ میں روایت موجود ہے کہ جہر ہوا۔

لہذا آپ یہ نہیں کہہ سکتے بات یہ ہے کہ قاعدہ ہی ہے کہ دعا جہر بھی ہو سکتی ہے سر بھی ہو سکتی ہے۔ رسول ﷺ سے کئی دعائیں جہراً منقول ہیں۔ لہذا یہ قانون کلیہ نہیں ہے جس کی بنا پر آپ کوئی فیصلہ کر سکیں اور جس کی بنا پر آپ دلائل دیں۔ کلیہ قانون نہیں ہے جیسے سر ثابت ہے ویسے جہر بھی ثابت ہے۔ جس دعا کے لئے جہر ثابت ہے اس کو آپ رد نہیں کر سکتے، اس آمین کو اگر دعا بھی مانتے ہیں تو حضور ﷺ نے جہر کی ہے۔ رفع صوته کا لفظ ہے یہ آپ کے سامنے روایتیں موجود ہیں۔ اس میں بھی یہ موجود ہے۔

قال فلما قال ولاالضالين قال آمين مدبها صوته

اسناده صحيح.

اسکا اسناد صحیح ہے۔ اب اتنی روایات کے باوجود آپ کہتے ہیں کہ کوئی حدیث نہیں ہے؟۔
اب رہا آپ کا ایک سوال کہ کوئی ایک حدیث پیش کریں کہ حضور ﷺ کے پیچھے کسی نے آمین کہی ہو۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ

الحمد لله وكفى والصلوة والسلام على عباده الذين اصطفى. اما بعد. فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم. بسم الله الرحمن الرحيم۔

میں نے کتنی دفعہ یہ بات کہی تھی کہ تیئس سال میں نبی ﷺ کے کسی ایک مقتدی کا، ایک دن میں، ایک رکعت میں، ایک دفعہ بھی اونچی آمین کہنا ثابت کر دیں۔ میں نے چیلنج دیا ہے تو حضرت کا کام تھا کہ چیلنج کو توڑ دیتے۔ اور وہ حدیث پڑھ دیتے۔

اگر آج بھی وہ حدیث نہیں پڑھنی تھی تو پھر وہ کس دن کے لئے لکھی ہوئی ہے۔ مولانا نے یہ بول مارا ہے کہ دار قطنی میں یہ لفظ ہے۔ لیکن دار قطنی کی جو سند ہے وہ عبدالجبار بن وائل، حضرت عبدالجبار جو ہیں یہ اپنے باپ کے فوت ہونے کے چھ ماہ بعد پیدا ہوئے تھے۔ تو آپ نے وہ

حدیث کیسے سنی ہوگی؟۔

مولانا نے کہا تھا کہ میں مرسل روایت کو حجت نہیں مانتا ہوں۔تو آپ حیران ہوں گے کہ نو بیٹا اپنے باپ کے فوت ہونے کے چھ مہینے بعد پیدا ہوا کیا وہ اپنے باپ کی روایت سن سکتا ہے؟۔مولانا کہتے ہیں کہ آپ نے غلط کہا ہے کہ وہ راوی شیعہ ہے، میں نے کہا کہ علاء بن صالح ابوداؤد میں موجود نہیں ہیں۔ترمذی نے اس کا حوالہ دیا ہے۔

قال ابو حاتم کان من عتق الشیعه.

(میزان صفحہ نمبر ۱۰۱)

وہ شیعہ تھا۔

قال ابن المدینی روی احایث مناکیر.

وہ منکر احادیث بیان کرتا تھا کہتا تھا کہ جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کہے وہ سب سے بڑا جھوٹا ہے۔کیا آپ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کہتے ہو؟۔کیا کوئی سنی یہ بات کہ سکتا ہے؟۔میزان الاعتدال میں ہے یہ تو اس کا عقیدہ تھا۔اور حافظ کیا تھا التقریب میں لکھا ہے لہ اوھام وہمی آدمی تھا۔اس کو وہم ہو جایا کرتا تھا۔

یہ روایت ہے جس کے متعلق حضرت بار بار مجھے مجبور کر رہے ہیں کہ یہ قرآن کے خلاف سہی، یہ حدیث کے خلاف سہی، خلفائے راشدین کے عمل کے خلاف سہی، کسی شیعہ نے بیان کی لیکن آپ مناظرہ میں مان تو لیں۔لیکن میں کیسے مان لوں۔اور دار قطنی کی روایت کے متعلق میں نے عرض کر دیا تھا کہ حضرت اس قسم کے کھوٹے سکے میدان مناظرہ میں کام نہیں آیا کرتے۔چھ مہینے بعد میں پیدا ہونے والا بچہ کس طرح اپنے باپ سے حدیث سن سکتا ہے؟۔

حضرت مجھے بتائیں کہ حدیث کا کوئی ایسا قاعدہ ہے؟۔یہی قول حضرت نے پیش کیا۔ میں نے کہا تھا کہ حضرت ﷺ نے تیئس سالہ دور میں حضرت ﷺ کے پیچھے اونچی آواز سے کہنا ثابت کر دیں۔تیس سالہ دور خلافت میں ثابت کر دیں۔حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا،

حضرت عثمان ﷺ کا، حضرت علی ﷺ کا یا ان کے کسی مقتدی کا ایک دن بھی، ایک رکعت میں بھی، ایک دفعہ اونچی آواز میں آمین کہنا دنیا کی کسی بھی صحیح حدیث کی کتاب میں ثابت نہیں ہے۔

میں نے جو روایات پیش کی تھیں حضرت اس کی سند مجھ سے مانگتے تھے۔ وہ جب طحاوی پیش کر دی ہے تو حضرت ابوسعد کے متعلق مجھ سے پوچھتے ہیں کہ ابوسعد کا ترجمہ کیا ہے؟۔ ہیثمی نے مجمع الزوائد میں اس کی اکثر روایتیں نقل کی ہیں۔ اور لکھا ہے رجالہ ثقات میں یہ نہیں کہتا کہ حضرت اس سند کا راوی مجھے معلوم نہیں ہے۔

اسی طرح آپ باقی دو روایتوں پر تو جرح کریں۔ میں دیکھوں میں نے یہ کہا تھا کہ چاروں حدیثوں میں ایک بھی شیعہ راوی نہیں ہے، چاروں حدیثوں میں ایک بھی راوی ایسا نہیں ہے جو اپنے استاد کی وفات کے چھ مہینے بعد پیدا ہوا ہو، بھئی دیکھنے میں نے حدیث پڑھی ہے وہ قرآن پاک کے موافق ہے۔ حضرت مانتے ہیں کہ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ دعا آہستہ بھی جائز ہے اور اونچی آواز سے پڑھنا بھی جائز ہے۔

تو اب آہستہ آمین حضرت نے بھی مان لی ہے۔ اب ایک شیعہ کی روایت پیش کر رہے ہیں۔ تو انہی کی روایت کتاب الاسماء والکنی میں ابومسلم نے روایت کی ہے۔ حضرت وائل ﷺ خود یہ بیان فرماتے ہیں کہ یہ جو اونچی آواز سے آمین حضرت ﷺ نے کیوں کہی۔

ما اراه الا ليعلمنا.

یہ روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اونچی آواز سے آمین کہنا کوئی سنت نہیں ہے، اور پھر میں آپ کو یاد دلاتا ہوں اگر امام ایک بار اونچی آواز سے کہہ دے تو مقتدی کے لئے ثابت نہیں ہوتا کہ اونچی آواز میں کہے۔

دیکھئے امام تکبیریں بھی اونچی آواز سے کہتا ہے، امام سلام بھی اونچی آواز سے کہتا ہے، امام سمع اللہ لمن حمدہ بھی اونچی آواز سے کہتا ہے۔

لیکن کیا مقتدیوں کا اونچی کہنا ثابت ہے؟۔ اگر آپ اس روایت کو بھی مانیں جو کہ ضعیف

ہے۔تو مقتدیوں کے مسئلہ کی طرف آپ بالکل آ ہی نہیں رہے ہیں۔آپ امام تو ایک ہوتے ہیں اور یہ ہزاروں آپ کے مقتدی ہیں۔ان مقتدیوں کو آپ ابھی تک مسئلہ نہیں بتا رہے ہیں۔یہ لوگ آپ کے منہ کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ حضرت کو تیئس سال دور نبوت میں اللہ کے نبی ﷺ کے ایک صحابی سے،ایک ہی دفعہ،ایک ہی رکعت میں،اگر آپ صحیح حدیث سے اونچی آواز سے آمین کہنا ثابت کردیں تو چلو ہماری لاج رہ جائے گی۔ہم حنفیوں کو منہ دکھا سکیں گے کہ حضرت نے ایک مقتدی کا حضور ﷺ کے ایک صحابی کا اونچی آواز سے آمین کہنا ثابت کردیا تھا۔لیکن یہ پریشان ہیں کہ آج ہمارا کیا بن رہا ہے؟۔ہم مقتدیوں کو کوئی پوچھتا ہی نہیں ہے۔

پھر میں کہ رہا ہوں کہ حضرت جو اکثر اکیلے نماز پڑھتے ہیں ان کو آپ بھی کہتے ہیں آمین آہستہ آواز سے کہا کرو،ان کے لئے آپ نے کون سی حدیث تلاش کر کے رکھی ہے۔کیا وہ بغیر دلیل کے آمین آہستہ آواز سے کہتے ہیں؟۔میں کہتا ہوں کہ آپ ایک حدیث تو بیان کریں یہ جو اکیلے نماز پڑھنے والے بیٹھے ہیں یہ سوچ رہے ہیں کہ ہم جب آہستہ آمین کہتے ہیں یہ حنفی ہم سے پوچھتے ہیں کہ آمین آہستہ کہنے کا مسئلہ کیا ہے؟۔ہمیں ایک حدیث ہی بتا دیں میں کہتا ہوں کہ ایسی حدیث جو اکیلے کے متعلق ہو وہ تو کسی شیعہ سے بھی نہیں ملتی۔کسی شیعہ سے کیا ایسے راوی سے بھی نہیں ملتی جس کو محدثین نے کذاب جھوٹا اور دجال کہا ہو۔آپ حیران ہوں گے کہ پھر اس مسئلہ پر کیسے عمل کیا جاتا ہے؟۔اپنے آپ کو اہل حدیث کہا جاتا ہے۔لیکن مسئلہ کے لئے ایک بھی حدیث پیش نہیں کی جا رہی ہے۔

پھر جس مسئلہ کو حضرت نے چھیڑا تھا مسئلہ کیا ہے کہ مقتدی ان چھ رکعتوں میں بھی جن میں امام نے اونچی آمین کہی ہے وہ مقتدی آتا ہے آ کر اپنی فاتحہ پڑھنے کے بعد آمین آہستہ کہتا ہے۔اس کی کیا وجہ ہے کہ یہاں وہ بھی تابع نہیں رہا۔امام نے تو اس رکعت میں آمین اونچی آواز سے کہی تھی۔اب اس کو کس نے کہا کہ تو آمین آہستہ کہہ۔جب کہ اس کے ساتھی مقتدیوں نے جو اسی قطار میں کھڑے ہیں آمین اونچی آواز سے کہی ہے۔کیا کسی حدیث میں یہ وضاحت ہے؟۔میں

حضرت سے پوچھ رہا ہوں بار بار کہ جو آپ نے چھ اور گیارہ کا فرق کر رکھا ہے۔ چھ رکعتوں میں آمین اونچی آواز سے کہی جائے، اور گیارہ رکعتوں میں آہستہ کہی جائے اور یہ چھ اور گیارہ کا لفظ آپ دنیا کی کسی حدیث سے مجھے دکھا سکتے ہیں؟۔

میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ آپ کو کوئی شیعہ بھی نہیں ملے گا جو چھ اور گیارہ کا فرق آپ کو بتادے۔ آپ کو کوئی راوی ایسا دنیا میں نہیں ملے گا جو چھ اور گیارہ کا فرق کسی حدیث سے نکال کر آپ کو دکھادے تو آپ کے مسلک کا کون سا حصہ ثابت ہو رہا ہے؟۔ ابھی آپ امام کے لئے بھی شیعہ کی روایت پیش کر چکے ہیں اور مقتدی کا مسئلہ آپ بالکل چھیڑ ہی نہیں رہے ہیں۔ اور منفرد بیچارے آپ کا منہ دیکھ رہے ہیں کہ ہم اکیلے نماز پڑھتے ہیں۔ ہم آہستہ آمین کہتے ہیں یا اکیلے کا لفظ آہستہ آمین کے ساتھ حضرت کوئی حدیث پڑھ کر سنائیں یہ ہی کہ کر چلے جائیں۔

مانا کہ تم حسین ہو پر دل کے سخی نہیں
عاشق کے اک سوال کو تم پورا نہ کر سکے

حضرت یہ آپ کو دیکھ رہے ہیں کہ ہم اہل حدیث ہیں۔ ہمیں آج حدیث سنائی جائے کہ اللہ کے نبی ﷺ کے مقتدی آمین آہستہ آواز سے کہتے تھے۔ یہ آپ کا راہ تک رہے ہیں۔ حضرت یہ آپ کو دیکھ رہے ہیں کہ آپ ان کو کوئی حدیث سنائیں۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

نحمده ونصلى على رسوله الكريم. اما بعد. فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم. بسم الله الرحمٰن الرحيم.

مولانا نے سارا غصہ عبدالجبار پر نکالا ہے کہ یہ بچہ باپ کے مرنے کے چھ ماہ بعد پیدا ہوا ہے۔ میں نے کہا کہ اول نہ اس میں شیعہ راوی ہے، نہ علاء شیعہ ہے، ایمان سے اللہ شاہد ہے اس میں کوئی شیعہ نہیں ہے۔[1] جب سلام پھیرا۔

(۱)۔ پیر صاحب قسم اٹھا کر جھوٹ بول رہے ہیں کہ علاء بن صالح شیعہ نہیں۔ حالانکہ

پھر کہتے ہیں کہ مرسل روایت حجت نہیں ہے۔ مرسل روایت ہمارے نزدیک حجت نہیں ہے آپ کے نزدیک تو ہے۔ نورالانوار میں تو لکھا ہے المرسل فوق المسند. کہ مرسل روایت مسند سے بھی بڑھ کر ہے۔ اور ہماری اصل روایت نہ مرسل ہے، نہ اس میں کوئی شیعہ راوی ہے معاملہ ختم ہو گیا۔

پھر فرماتے ہیں کہ ایک روایت ہو کہ نبی ﷺ نے، یا ان کے کسی مقتدی نے، یا خلافت کے دور میں، یا فلاں دور میں ایک روایت کا ثبوت ہو۔ پہلے یہ روایت رہ گئی اب پیش کرتا ہوں۔

صحابی کہتا ہے میں نے ابو ہریرہ ؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔ اس میں بسم اللہ پڑھی، سورۃ فاتحہ پڑھی اور آمین کہی۔ فقال الناس آمین لوگوں نے بھی آمین کہی۔ آگے فرماتے ہیں کہ جب سلام پھیرا تو ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا۔ والذی نفسی بیدہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ میں نے تم کو رسول اللہ ﷺ کے مشابہ نماز پڑھائی۔

اب صحابی ؓ قسم کھا کر کہتا ہے کہ حضور ﷺ کی نماز کا طریقہ یہ ہے۔ اب مجھے بتاؤ میرے عزیزو! خدا کو دیکھ کر فیصلہ کرنا اس کے علاوہ کیا میں آپ کو بتاؤں باقی یہ جو کہا کہ تم جب اکیلے نماز پڑھتے ہو تو آمین اونچی آواز سے کیوں نہیں کہتے ہو۔ ہم نے کبھی یہ نہیں کہا اس کا تعلق ہے فاتحہ سے۔ جہاں فاتحہ جہراً ہو گی آمین بھی جہراً ہو گی۔ جہاں فاتحہ سراً ہو گی آمین بھی سراً ہو گی۔

ہم جب قرأت جہراً کرتے ہیں تو آمین بھی جہراً کہتے ہیں۔ یہ کہاں ہے کہ ہم قرأت تو جہراً کریں اور آمین آہستہ کہیں۔ جب ہم فرق ہی نہیں کرتے تو ہم سے مطالبہ کس چیز کا کرتے ہو؟۔ ہم سے مطالبہ اس چیز کا کریں جس کے ہم مدعی ہیں۔

پھر فرماتے ہیں کہ صحابہ ؓ کا عمل۔ میں نے دو سو صحابہ ؓ کا عمل عطاءؒ سے پیش کیا ہے۔ کیا یہ خلفاء کا دور نہیں تھا؟۔ کیا یہ صحابہ کا دور نہیں تھا؟۔ یہ صحابہ کا دور تھا۔ صحابہ ؓ نے اونچی آواز

حضرت اوکاڑوی نے پیچھے میزان الاعتدال کے حوالے سے ثابت کیا ہے کہ ابو حاتم نے کہا کان من عتق الشیعہ۔

سے آمین کہی امام کے پیچھے۔ایسی ہی روایت بخاری میں معلقاً موجود ہے۔

امن الزبیر و من خلفه.

یہ روایت ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ کتاب الکنی کی روایت ہے، یہاں ہے کیا اس کی سند ہے۔ سکھانے کے لئے کہا تو جب سکھا دیا کہ آمین اونچی آواز سے کہو تو تم کیوں مخالفت کرتے ہو۔ خدا کا رسول سکھا رہا ہے کہ آمین اونچی کہو تم مخالفت کرتے ہو۔ خدا کا رسول ﷺ سکھائے تم مخالفت کرنے آئے ہو۔ تم سے بڑا ظالم کون ہوگا۔

خود کہتے ہو سکھانے کے لئے کیا۔ کیا سکھایا؟۔ خاک سکھایا؟۔ تم عمل اس کے خلاف کرو تمہیں خاک سکھایا؟۔ ابھی آپ نے روایت سنی کہ اللہ کبر کہا۔ کہاں ہے کہ کسی نے اللہ اکبر کہا ہو؟۔ تو جب آمین کی بات آئی تو۔

قال آمین قال الناس آمین.

اس نے بھی آمین کہی اور لوگوں نے بھی آمین کہی۔ وما اراه الا ليعلمنا وہ ہمیں سکھاتے تھے [1] یہ رسول اللہ ﷺ نے تو سکھا دیا اور صحابہ نے لے لیا اور وہ عمل بھی کرتے رہے۔

حدیثیں بھی آتی رہیں۔ لیکن آپ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نہیں مانتے۔ آپ نے صرف یہ سکھایا ہے ہم کیوں مانیں۔ یہ ہمارا مفتی بہ قول نہیں ہے۔ اور کہا کہ مفتی بہ قول اصول کے خلاف نہیں مانیں گے۔

پھر امام کے قول کو بھی چھوڑ دیا۔ اب رسول اللہ ﷺ کے قول کو بھی چھوڑ دیا میں نے تین راویوں کا جو روایت آپ نے پڑھی ہے پر اعتراض کیا تھا۔ آپ نے ان میں سے کسی کا ترجمہ پیش نہیں کیا۔ خالد کے لئے آپ نے کہا کہ ہیثمی کہتا ہے رجاله ثقات پچھلی تقریر میں آپ نے کہا تھا کہ ہیثمی کی روایت معتبر نہیں ہے۔ اب کیوں پیش کرتے ہو؟

(۱). رواه الدولابی (التعلیق الحسن حاشیه آثار السنن ج ۱ ص ۹۲)

ایسا نہ کرو مولانا خدا کے واسطے۔ پھر کہتے ہیں کہ امام کے لئے۔ امام کے لئے صرف شیعہ کی روایت۔ میں نے جو روایت پیش کی اس میں علاء بن صالح ہے۔ اس میں ہے نہیں ہے۔ اس میں عبدالجبار ہے؟ نہیں ہے۔

پھر آپ نے کہا کہ یہ شیعہ ہے، شیعہ کی وہ روایت معتبر نہیں جس میں وہ اپنی شیعت کی طرف دعوت دے۔ وہ تو صحیح حدیث کے موافق ہے۔ پھر کہا لہ مناکیر اس کی روایت تو ثقہ کے موافق ہے۔ یہ ساری باتیں آپ کے سامنے واضح ہو چکی ہیں۔

تو آپ کا مسئلہ آپ کی دلیل سے رہ گیا۔ مقدمے دونوں ناقص۔ تقریب تام نہیں۔ حدیث جو آپ نے پیش کی ہے اخفی بھا صوتہ محدثین کا اور علماء حنفیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ اور مسلم نے تو صاف کہ دیا ہے کہ یہ روایت متواتر ہے۔ واحد بھی نہیں ہے متواتر ہے، اور متواتر کو یقین بھی کہتے ہیں۔ جو متواتر کو نہ مانے جو یقین کو نہ مانے وہ کون ہے؟۔ اپنی شرح عقائد عقود رسم المفتی میں دیکھئے کہ تواتر کا منکر کون ہے؟۔

اگر آپ اس قاعدے کو لیں گے تو آپ کی کئی دعائیں ختم ہو جائیں گی۔ خاص طور پر جہاں آپ اجتماع کرتے ہو اور دعائیں کرتے ہو اور نماز کے بعد دعائیں اونچی پڑھتے ہو۔ اگر آپ کو معلوم نہیں ہے تو معاملہ ختم ہو گیا۔ اور وہاں جس راوی کا ترجمہ میں نے آپ سے پوچھا اگر آپ کو پتہ ہے تو بتا دیجئے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد للہ و کفٰی والصلوٰۃ والسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی. اما بعد. . فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

حضرت نے سنن نسائی سے ایک روایت پیش کی ہے اس میں بسم اللہ کے ساتھ تو لفظ جہر ہے۔ جہر کا معنی اونچا پڑھنا ہوتا ہے آمین کے ساتھ اس میں جہر کا لفظ بالکل نہیں ہے۔

دوسرا یہ کہ اس کا ایک راوی لیث ہے جس کو یہ صحیح نہیں مانتے۔ دوسرا راوی خالد ہے یہ وہ ہی خالد ہے جس کے متعلق یہ کہا کرتے ہیں کہ اس کا حافظہ صحیح نہیں ہے۔ تیسرا راوی اس کی سند سعید بن ابی ہلال ہے۔ تقریب میں لکھا ہے امام احمدؒ فرماتے ہیں قد اختلط. اس کا حافظہ صحیح نہیں رہا تھا۔

تین باتیں یہ ہیں اور سب سے بڑی بات یہ کہ اگر بالفرض والمحال وہ حدیث صحیح بھی ہوتی اس میں حضرت ابو ہریرہؓ نماز کا طریقہ لوگوں کو بتا رہے ہیں۔ نماز کا طریقہ سکھاتے ہوئے تو سبحانک اللہ بھی اونچی آواز سے پڑھا جاتا ہے، التحیات بھی اونچی آواز سے پڑھا جاتا ہے۔

صحیح مسلم میں روایت موجود ہے کہ حضرت عمرؓ نے سبحانک اللہ اونچی آواز سے پڑھی تھی۔ تا کہ لوگوں کو نماز کا صحیح طریقہ آ جائے تو بحث اس وقت اس بات کی نہیں ہے۔ ہماری مسجدوں میں آپ عصر کے بعد چلے جائیں تو سب کچھ رکوع کی تسبیح اونچی بھی پڑھتے ہیں تا کہ بچوں کو نماز آ جائے۔

اس لیے ایسی روایت پیش کرنا جس میں نماز سکھانے کا دن ہو سکھانے کا موقع ہو، اس سے سنت ثابت نہیں ہوتی ہے۔ اور آپ نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ چونکہ ابو ہریرہ ﷺ نے مقتدیوں کو نماز کا طریقہ سکھاتے ہوئے بسم اللہ بھی اونچی آواز سے پڑھی اور آمین اونچی کا لفظ ہی نہیں ہے۔ جہر کا لفظ ہی نہیں ہے۔ جہر کا لفظ وہاں بالکل موجود نہیں ہے۔ نہ ابو ہریرہ ﷺ کی آمین کے ساتھ نہ لوگوں کی آمین کے ساتھ ہے۔ لیکن وہ نماز سکھانے کا دن تھا۔ ہم سکھاتے ہیں تو سب کچھ اونچی پڑھتے ہیں کیا اس سے سنت ثابت ہو جائے گی۔

اب حضرت نے وہی روایت جس کے تین راویوں کا حضرت کو معلوم نہیں تھا اور حضرت گھر کی کتاب مجھے بتا رہے ہیں۔ میں نے چیلنج کیا کہ دور خلفائے راشدین میں ایک مقتدی کا بھی صدیق ﷺ، عمر ﷺ، عثمان ﷺ، اور علی ﷺ کے پیچھے آمین اونچی آواز سے کہنا ثابت نہیں ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ دو سو صحابہ تھے۔ اول تو یہ روایت ہی صحیح نہیں ہے۔ اگر صحیح بھی ہوتی یہ مسئلہ

ثابت نہیں ہوتا حضرت عطاؒ کی ملاقات خلفائے راشدین سے نہیں ہے۔ اس کا راوی عطاؒ ہے، اور عطاؒ کی ملاقات نہ ابوبکر صدیق ؓ سے آپ ثابت کر سکتے ہیں، نہ عمر ؓ سے آپ ثابت کر سکتے ہیں، نہ حضرت عثمان ؓ سے عطا کی ملاقات آپ ثابت کر سکتے ہیں۔ کیا انہوں نے حضرت عثمان ؓ کے مقتدیوں کا حال بیان کیا؟۔ اور نہ حضرت علی ؓ سے ثابت کر سکتے ہیں۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا ہے کہ بخاری میں بھی ہے کہ ابن زبیر نے آمین اونچی آواز سے کہی تھی اور ان کے مقتدیوں نے بھی اونچی آواز سے کہی تھی۔ یہاں جس کا ذکر ہے ابن زبیر کی خلافت خلافت راشدہ سے پہلے کی ہے یا کہ بعد میں ہے۔ بعد میں ہے۔ تو یہ اس زمانے کا واقعہ ہے کہ اس میں بھی یہ بالکل ذکر نہیں کہ آمین فاتحہ کے بعد تھی۔ عبداللہ بن زبیر، حجاج کے ساتھ لڑتے تھے اور آپ قنوت نازلہ بھی پڑھتے تھے۔ اور ان دنوں میں بعض روایات میں آتا ہے کہ اعوذ باللہ بھی اونچی آواز سے پڑھ لیتے تھے۔